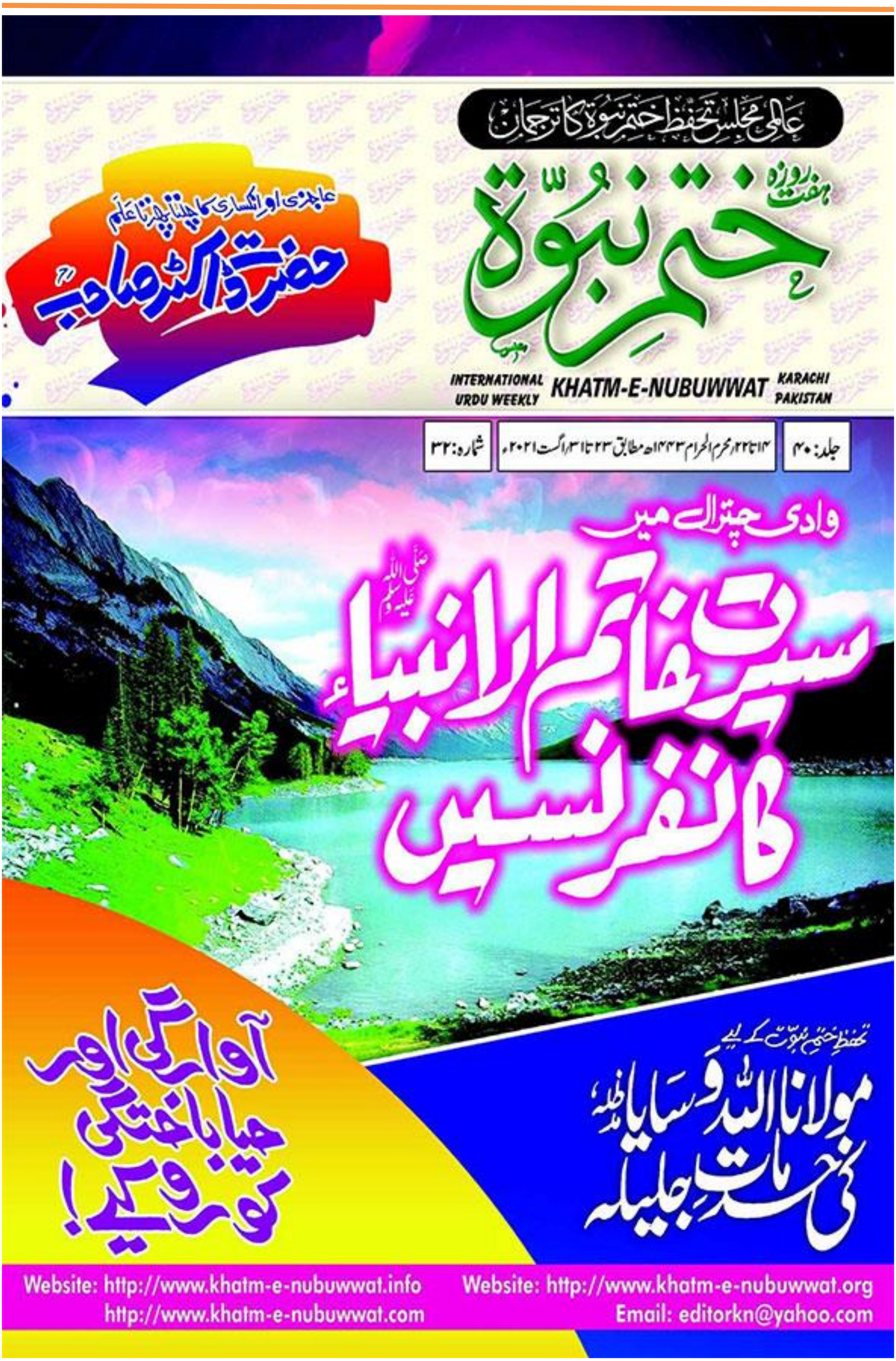
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
عاجزی و انکساری کا چلتا پھرتا علَم
حضرت ڈاکٹر صاحبؒ
جلد:۴۰
۱۴تا۲۲محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳تا۳۱اگست ۲۰۲۱ء
شمارہ:۳۲
وادی چترال میں
سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کانفرنسیں
تحفظ ختم نبوت کے لیے
مولانا اللہ وسایا مدظلہ
کی خدمات جلیلہ
آوارگی اور
حیاباختگی
کو روکیے!
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

فجر اور عصر کے وقت قضا نماز کی ادائیگی

س:......کیا فجر اور عصر کی نمازوں کے وقت قضا نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

ج:......جی ہاں! کی جاسکتی ہے۔

س:......کیا جمعہ کی نماز میں فرض سے پہلے چار رکعت سنتوں میں صرف کوئی ایک طویل سورت پڑھی جاسکتی ہے، یعنی چار رکعتوں میں صرف ایک ہی سورت پڑھی جائے۔

ج:...... جمعے کی نماز سے پہلے کی چار رکعتیں مسنون ہیں، مگر ہر سنت مؤکدہ کی طرح اس کی بھی چاروں رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سی سورت ملانا واجب ہے۔ آپ کو جو سورتیں یاد ہوں، ان میں پڑھ سکتے ہیں۔

قرآن خوانی کا اجتماع

س:......اگر خاندان کے لوگ باہم جمع ہوکر قرآن خوانی کرائیں تو کیا اس کی اجازت ہے؟

ج:...... جی ہاں! جائز ہے، مگر اس کے لئے اس کا اہتمام ضرور کرلیا جائے کہ اگر برکت کے لئے قرآن خوانی ہو تو خاندان کو متوجہ کرنا درست ہے، لیکن اگر ایصالِ ثواب کی غرض سے قرآن خوانی ہو، تو اس کے لئے اعلان نہ کیا جائے، جو آجائیں یا اپنی مرضی سے قرآن پڑھنا چاہیں تو زیادہ بہتر ہے، ورنہ صرف تکلفاً آنے والوں کے پڑھنے میں اخلاص نہ ہوگا، وہ خدا کے لئے کم اور دکھاوے کے لئے زیادہ ہوگا، جس سے ثواب نہ ہوگا، تو مردے کو ثواب کیونکر پہنچے گا؟ جبکہ برکت والی قرآن خوانی میں برکت مقصود ہوتی ہے اور برکت تو کسی بھی انداز سے پڑھا جائے، حاصل ہوجائے گی۔

نفسیاتی مریض کی طلاق

س:......ایک شخص نفسیاتی مریض ہے، کبھی کبھار ذہنی پریشانی کی وجہ سے اسے دورے بھی پڑتے ہیں، جن میں وہ مغلظات بھی بکتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس حالت میں اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، یعنی تین سے زائد مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کرے تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی؟

ج:......اگر ایسا شخص ایسی حالت میں مجنونانہ کیفیت میں ہوتا ہے اور اس کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں ہوتے تو اس وقت کی طلاق کا اعتبار نہیں، لیکن اگر وہ ہوش و حواس میں ہوتا ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

برتن پاک کرنے کا طریقہ

س:......اگر کچا برتن (گھڑا) وغیرہ ناپاک ہوجائے یا پکا برتن (دیگچی، بالٹی) وغیرہ ناپاک ہوجائے تو کیسے پاک کریں؟

ج:...... برتن کچا ہو یا پکا تین بار دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتا'' کا مصداق کون ہے؟

س:......واضح حوالہ کے ساتھ یہ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے صحابیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتے؟''

ج:......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب۔'' (ترمذی، ص:۲۰۹، ج:۲)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
ملتان

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ — ۱۴ تا ۲۲ رمحرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ راگست ۲۰۲۱ء — شمارہ:۳۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

آوارگی اور حیاباختگی کو روکیے!	۴	محمد اعجاز مصطفی
سیّدنا امام حسینؓ... حیات طیبہ کے درخشاں پہلو	۹	مولانا محمد قاسم
عاجزی وانکساری کا چلتا پھرتا علَم....	۱۲	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عقیدۂ ختم نبوت... قرآن وحدیث کی روشنی میں	۱۷	پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ
...مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی خدمات جلیلہ	۲۰	حافظ خرم شہزاد، گوجرانوالہ
چترال میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنسیں	۲۳	رپورٹ: مولانا عابد کمال حقانی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

آوارگی اور حیا باختگی کو روکئے!

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تعالیٰ سب کا خالق، مالک، مربی اور حاکم ہے، کائنات کی کوئی چیز اس کی تخلیق، ملکیت، تربیت اور حاکمیت سے باہر نہیں۔ اسی نے انسانیت کی فوز وفلاح کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو مبعوث فرمایا اور سب سے آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے مقتدا، پیشوا اور اسوۂ حسنہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اخلاقی، معاشرتی، سیاسی، سماجی، ازدواجی، خانگی، عائلی اور دنیوی واخروی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ومسلّم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزارنے کے تمام اصول وآداب اور اخلاق وکردار امت کے سامنے پیش کردیا ہے، اس لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا:

۱:- ’’لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔‘‘

(الاحزاب:۲۱)

’’تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو رسول اللہ میں ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔‘‘

۲:- ’’وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔‘‘ (الحشر:۷)

’’اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں، تم رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔‘‘

کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟! کس کو اپنانا چاہئے اور کس سے اجتناب کرنا چاہئے؟! کن چیزوں کو اختیار کرنے سے ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے اور کن چیزوں کو اپنانے کی وجہ سے معاشرہ داغدار ہوتا ہے؟! یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں واضح فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو عفت، عصمت، پاک دامنی اور شرم وحیا اختیار کرنے کا درس دیا، جس سے معاشرہ پاکیزہ اور صالح بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا معاشرہ تشکیل دیا، جس پر ملائکہ بھی رشک کرتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے تھے اور اس دائرہ سے باہر جھانکنے کو گناہ، حیا کے خلاف اور حیا کی موت تصور کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ۔‘‘ (ابن ماجہ)

’’ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے۔‘‘

حیا کا لغوی معنی: تغیر وانکساری ہے، جو انسان کے قلوب واذہان میں کسی عیب جوئی کے خوف سے جاگزیں ہوتا ہے۔

حیا کا اصطلاحی معنی: حیا ایسی صفت ہے جو منکرات وقبیح چیزوں سے اجتناب کرنے پر برانگیختہ کرتی ہے اور ادائے حقوق میں کوتاہی اور تقصیر سے منع کرتی ہے۔

(عون المعبود شرح ابی داؤد)

گویا شریعت کی نظر میں حیا وہ صفت ہے، جس کے ذریعہ انسان بے ہودہ، قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے رُک جاتا ہے۔ دینِ اسلام میں حیا اور پاک دامنی

اپنانے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ انسان اسے اپنا کر معاشرہ کو پرامن بنانے میں اہم کردار ادا کرے۔ اور منکرات وفواحش کے قریب جانے سے روکا گیا ہے، تاکہ معاشرہ انارکی اور فساد سے بچ جائے۔ حیا انسان کو پاک باز، پرہیزگار، عفت مآب اور صالح انسان بناتی ہے۔ اگر بندے سے کوئی گناہ و معصیت اور لغزش سرزد ہوتی ہے، تو یہ حیا ہی ہے جو اس کو عار، شرمندگی اور ندامت کا احساس دلاتی ہے۔ باحیا انسان کسی غلط کام کے ارتکاب کے بعد لوگوں کا سامنا کرنے سے جھجک محسوس کرتا ہے۔ حیا مومن کی صفت، ایمان کی شاخ، ایمان میں داخل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں فرمایا کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیا تھے۔'' حیا اسلامی تہذیب وتمدن کے لئے روح کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی پر پاکیزہ معاشرہ کی اَساس اور بنیاد ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کے دلوں میں حیا کے جذبات کو پروان چڑھایا، شرم وحیا والی کیفیات سے بہرہ ور کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اچھا معاشرہ بنانے اور اس معاشرہ کے ہر فرد کو اپنی عادات واخلاق کو درست کرنے کے لئے نہایت اہم اور ضروری ہدایات اور تعلیمات دیں۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱:-''قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ۔'' (النور:۳۰)

''آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔''

۲:-''وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ۔'' (النور:۳۱)

''اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجیے کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں، مگر جس (موقع زینت) میں سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھا کریں۔''

۳:-''وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ۔'' (العنکبوت:۴۵)

''اور نماز کی پابندی رکھیے، بے شک نماز (اپنی وضع کے اعتبار سے) بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے۔''

۴:-''إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔'' (النحل:۹۰)

''اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کے دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے اور تم کو سمجھاتا ہے، تاکہ تم یاد رکھو۔''

۵:-''وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔'' (الانعام:۱۵۱)

''اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ، خواہ وہ علانیہ ہوں اور خواہ پوشیدہ ہوں۔''

۶:-''قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔'' (الاعراف:۳۳)

''آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو، اُن میں جو اعلانیہ ہیں وہ بھی اور ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ بھی اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو۔''

۷:-''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا۔'' (بنی اسرائیل:۳۲)

'' اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو، بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے۔''

۸:-’’الشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَأْمُرُکُم بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُم مَّغْفِرَۃً مِّنْهُ وَفَضْلاً۔‘‘ (البقرہ:۲۶۸)

’’شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو تنگدستی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے تم کو اپنی بخشش اور فضل کا۔‘‘

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱:-’’ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے۔ کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ اور کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے۔‘‘(مسلم، کتاب الحیض)

۲:-’’حضرت یعلیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھلی جگہ (میدان) میں ننگے نہاتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نہایت باحیا اور ستر پوش (عیب پوش) ہے، وہ حیا اور پردہ کو پسند کرتا ہے، تو جب تم میں سے کوئی شخص نہائے تو پردہ کرے۔‘‘(سنن ابی داؤد، جلد سوئم، کتاب الحمام:۴۰۱۲)

۳:-’’حضرت جرہد رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما تھے اور میری ران ننگی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ران ستر (میں شامل) ہے؟!۔‘‘(سنن ابی داؤد، جلد سوئم، کتاب الحمام:۴۰۱۴)

۴:-’’حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی ران سے کپڑا مت اٹھاؤ، کسی زندہ کی ران دیکھو، نہ مردہ کی۔‘‘ (سنن ابی داؤد، جلد سوئم، کتاب الحمام:۴۰۱۵)

۵:-’’حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے کلام میں سے جو حاصل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ جب تم حیا نہ کرو، تو پھر جو چاہو کرو۔‘‘(سنن ابی داؤد، جلد سوئم، کتاب الحمام:۴۷۹۷)

۶:-’’حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام خلاد نامی عورت نقاب کئے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ اپنے مقتول (شہید) بیٹے کے بارے میں دریافت کر رہی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے کہا: آپ اپنے (شہید ہونے والے) بیٹے کے بارے میں پوچھ رہی ہیں اور (اتنی مصیبت اور غم کے باوجود) آپ نقاب کیے ہوئے ہیں؟ اس (عظیم خاتون) نے کہا: اگر چہ میرا لختِ جگر فوت ہوگیا ہے، لیکن میری حیا تو فوت نہیں ہوئی۔‘‘(سنن ابی داؤد، جلد سوئم، کتاب الحمام:۲۴۸۸)

۷:-’’حضرت ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں سب پیغمبروں کی سنت ہیں، شرم اور عطر لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔‘‘(جامع ترمذی، جلد اول، باب النکاح:۱۰۷۹)

۸:-’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرد جب بھی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔‘‘(ترمذی)

۹:-’’حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: اے علی! غیر محرم عورت پر ایک نظر پڑنے کے بعد دوسری نظر نہ دوڑاؤ، اس لئے کہ پہلی نظر تمہارے لئے معاف ہے اور دوسری نظر تمہارے اوپر وبال ہوگی۔‘‘(ترمذی)

۱۰:-’’حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی شرم گاہ کو بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو، میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی تنہا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: تو اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس سے شرم وحیا کی جائے۔‘‘(ترمذی)

۱۱:-’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن عورتوں کے خاوند گھر میں موجود نہیں ہوتے ان کے ہاں نہ جایا کرو، شیطان تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ اس طرح گھل مل جاتا ہے جیسے خون جسم میں جاری رہتا ہے۔‘‘(ترمذی)

۱۲:-’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین اشخاص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی

ہے:۱:- ہمیشہ شراب پینے والا ۲:- والدین کا نافرمان ۳:- وہ بے غیرت جو اپنے گھر میں بے حیائی کو (دیکھنے کے باوجود سے) برقرار رکھتا ہے۔‘‘ (احمد، نسائی)

۱۳:- ’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بری بات جہاں کہیں بھی ہو قابلِ ملامت ہے، اور شرم وحیاء جہاں کہیں بھی ہو باعثِ فخر ہے۔‘‘ (ترمذی)

یہ وہ چند احادیث تھیں، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو پاک دامنی اور شرم وحیا کے متعلق ہدایات اور تعلیمات عطا کی ہیں۔

شریعت نے شرم وحیا کی بقا، توالد وتناسل کے سلسلہ کو آگے بڑھانے اور مرد وعورت کی جنسی تسکین کے لئے نکاح جیسے خوبصورت بندھن کا حکم دیا، جس کے نتیجہ میں مرد اور عورت کا آپس میں مودت ورحمت کا رشتہ قائم ہوتا ہے، پھر اس کے ذریعہ رشتہ داریاں، خاندان، معاشرہ اور سماج وجود میں آتا ہے۔ عورت کے چار درجات اور مقام ہیں اور چاروں کو اللہ تعالیٰ نے عزت وعظمت عطا کی ہے:

۱:- عورت اگر ماں ہے تو اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے، ۲:- عورت اگر بیٹی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت، ۳:- عورت اگر بہن ہے تو اس کی پرورش، تربیت اور اچھی جگہ رشتہ کردینے پر جنت کی ضمانت ہے، ۴:- عورت اگر بیوی ہے تو مرد کا لباس اور دنیا کی بہترین متاع اس کو قرار دیا گیا۔

آج معاشرہ میں بے راہ روی، آوارگی اور حیا باختگی کے کئی عوامل ہیں:

☆...... اسلام نے زندگی گزارنے کے لئے جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں، آج کے معاشرہ کی اکثریت نے ان تعلیمات کو پڑھنے، سمجھنے، انہیں عام کرنے اور ان پر عمل کرنے کی ہرگز ہرگز کوشش نہیں کی۔

☆...... اسلام نے عورت کو پردہ کا حکم دیا، اس کو دلوں کی پاکیزگی کا ذریعہ اور شریف زادیوں کا شعار قرار دیا۔ اسلام نے عورت کو عزت وعظمت دی، وقار اور سربلندی کا تاج اس کے سر پر رکھا، اس کو گھر کی ملکہ بنایا، جس سے گھر کا چراغ روشن ہوتا ہے، جس کی وجہ سے گھر میں آرام اور سکون ملتا ہے، مرد اور اولاد کے لئے گھر میں رہنا باعثِ راحت بنتا ہے، لیکن اسلام کے اس نظریہ کے برعکس مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگ عورت کو گھر کی بجائے شمعِ محفل اور سامانِ عیش بنا کر بازار میں گھسیٹ لے آئے۔ ایسے لوگوں نے عورت کی عزت وعظمت، وقار وشرافت، پردہ، چادر اور چار دیواری کے وقار کو نہ صرف یہ کہ بٹہ لگایا، بلکہ بچوں کی تربیت اور شوہر کے حقوق کو بھی پامال کرایا، یوں مساوات کا سبز باغ دکھا کر مغربی تہذیب سے مرعوب طبقہ نے اس صنفِ نازک پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔

☆...... مرد وزن کے اختلاط سے شریعت نے منع کیا، لیکن مغربی نقالی میں ہمارے معاشرے نے بھی مخلوط تعلیمی نظام کو رواج دیا، جس کے آج بھیانک نتائج سامنے آرہے ہیں اور آئے دن اخبارات میں یہ خبریں چھپتی ہیں کہ چھوٹی چھوٹی معصوم بچیاں اور کلیاں ان آوارہ گردوں اور حیا باختہ درندوں کی بھینٹ چڑھ کر کچل اور مسل دی جاتی ہیں۔ مغربی تہذیب نے انسانیت کو حیوانیت کے قالب میں ڈھال کر مکمل درندہ صفت انسان بنادیا اور اسی تہذیب کے متوالے آنکھیں بند کرکے اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں اور آج سماج میں اس کو شریف اور مہذب سمجھا جاتا ہے جو سر سے پاؤں تک مغربیت میں ڈھلا ہوا ہو، وضع قطع، عادات واطوار، رہن سہن، غرض زندگی کے تمام نشیب وفراز میں جو جتنا مغربی تہذیب کا نقال ہوگا، وہ اتنا مہذب شمار ہوگا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج حیا باختگی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بیوی شوہر کی ضرورت محسوس نہیں کر رہی اور شوہر بیوی کی پرواہ نہیں کر رہا۔ لڑکے اور لڑکیاں نکاح کو اپنے لئے قید اور بے حیائی کو اپنے لئے آسان اور سستا سمجھ رہے ہیں۔ آئے دن طلاقوں کی شرح بڑھتی جارہی ہے اور آج ’’میرا جسم میری مرضی‘‘ کو فروغ دیا جارہا ہے۔ آج خاندان سے سکون واطمینان رخصت ہوچکا ہے، انسانیت جیتے جی مر رہی ہے، گھر برباد ہو رہے ہیں، نسلیں تباہ ہو رہی ہیں، حیا لٹ رہی ہے، جوانیاں داغ دار ہو رہی ہیں، بیٹیوں کی عفت نیلام ہو رہی ہے۔ آج کے حیا باختہ معاشرے نے رشتوں کے احترام اور تقدس کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے، ہر شخص اپنے لذتِ تن بدن کی تکمیل میں لگا ہوا ہے، نہ ماں کا تقدس ہے، نہ باپ کا احترام، نہ بیوی کی قدر ہے اور نہ بیٹی کی پہچان۔ غلط، بے حدود اور بے لگام راہیں انسان کو اچھی لگنے لگی ہیں، جس سے سماج بکھرتا جارہا ہے۔

ایک باشعور اور عقل وخرد کا حامل انسان یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہے کہ موجودہ دنوں میں اسلام آباد کے پوش علاقہ میں ایک خاتون نور مقدم کا قتل ظاہر

ذاکر نامی شخص نے کیا ہے، یہ تو دونوں کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، دونوں لبرلز تھے، ’’میرا جسم میری مرضی‘‘ کا نعرہ لگانے والے تھے، پھر ایک دوسرے کے دشمن کیوں ہوگئے؟ سوچئے اور بار بار سوچئے! آخر اس میں کس کس کا قصور اور کس کس سے کہاں کہاں کوتاہی ہوئی ہے؟ ماں، باپ، اساتذہ، تعلیم، تہذیب، ماحول، معاشرہ، مال ودولت، بے محابا آزادی اور اسلامی تہذیب کی بجائے مغربی طرزِ تعلیم اور طرزِ تہذیب؟ یا وہ جو کہتے ہیں کہ اولاد جب جوان ہو تو اس کی مرضی جو وہ چاہے کرے، دوسروں کو ان کی زندگی میں مداخلت کا کوئی حق نہیں، غیر مردوں اور غیر عورتوں کی دوستی کا کوئی مسئلہ نہیں، دونوں اپنی مرضی سے بغیر شادی کے اگر ایک دوسرے کے ساتھ رہنا چاہیں تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں، آخر کون ہے جو ان دونوں کو اس انجام تک پہنچانے کا ذمہ دار ہے؟ کون اس کا قصوروار ہے؟ خدارا! اس ہولناک اور دہشت ناک واقعہ سے ہر اس مرد اور عورت کو عبرت پکڑنی چاہیے، جو اس جیسے ماحول اور آزادی کا طلب گار ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱:-’’إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔‘‘ (النور:۱۹)

’’جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کے لئے عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔‘‘

۲:-’’وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ۔‘‘ (ھود:۱۰۲)

’’اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی۔‘‘

قومِ لوط پر جو عذاب آیا، ان کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ وہ قوم شرم وحیا سے عاری ہوچکی تھی، بے حیائی کے کام بھری محفلوں اور مجلسوں میں کرتی تھی، ان کی حرکات، سکنات، اشارات وکنایات اور ان کے محلے اور بازار سب کے سب عریانی، فحاشی، آوارگی اور حیاباختگی کا مرقع بن چکے تھے۔ آج کی سیکولر تہذیب نے بھی انسانیت کو اس تباہی وبربادی اور ہلاکت کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔

آج کی عورت اگر اپنی زندگی صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی کوشش کرے تو دنیا کی کوئی طاقت اُن کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنے کی تو دور کی بات ہے، اپنے تصور میں بھی نہیں لائے گی اور عورت اپنی تمام تر خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہوکر اپنے شوہر کے لئے نیک رفیقِ سفر، والدین کے لئے چشمۂ رحمت، بھائی کے لئے گلدستۂ محبت، اولاد کے لئے گہوارۂ الفت وچاہت اور سارے معاشرے کے لئے نیک بخت اور نیک سیرت کا مجموعہ بن کر ساری دنیا کو جنت نما بنا سکتی ہے اور دنیا میں پھیلنے والی تمام برائیوں کا سدِ باب بن کر انسانیت کو بھولا ہوا سبق یاد دلاسکتی ہے اور انسانیت کو جہنم کے دہانے سے دور کرکے جنت کی لازوال نعمتوں کی طرف پھیر سکتی ہے۔ بہرحال مرد ہوں یا خواتین، حکمران ہوں یا رعایا، علماء ہوں یا عوام، سب کو اس معاشرہ سے اس بے حیائی وبے شرمی کو ختم کرنے کی اپنی سی استطاعت اور کوشش ضرور کرنی چاہیے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱:-’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔‘‘ (التحریم:۶)

’’اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس آگ سے بچاؤ۔‘‘

اور اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۲:-’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ۔‘‘ (التحریم:۸)

’’اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو، (توبہ کا ثمرہ فرماتے ہیں کہ) امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تمہارا رب (اس توبہ کی بدولت) تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔‘‘ (باقی صفحہ 18 پر)

نوجوانانِ جنت کے سردار

سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

حیات طیبہ کے درخشاں پہلو!

دوسری قسط

مولانا محمد قاسم، کراچی

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دادا جناب عبدالمطلب کے وصال کے بعد چچا ابوطالب کے گھر پرورش پائی تھی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ برس تھی۔ جب آپ جوان ہوگئے اور تجارت کرنے لگے اور آپ کا نکاح سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ان کے سب سے چھوٹے صاحبزادے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ صلی اللہ علیہ وسلام کے زیرِسایہ پلنے لگے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنائے گئے اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ آپ پر ایمان لے آئیں تو ایک روز حضرت علیؓ نے ان دونوں حضرات کو گھر پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، انہوں نے پوچھا کہ یہ آپ کیا کر رہے تھے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا اور انہیں دین کی دعوت دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس نئے دین اسلام کی اچھی باتوں سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کرلیا، اس وقت آپؓ کی عمر دس برس تھی۔

(البدایۃ والنہایۃ)

یوں آپؓ بچوں میں اسلام لانے والوں میں سب سے پہلے مسلمان بن گئے اور مجموعی اعتبار سے آپ حضرت خدیجہؓ کے بعد دوسرے مسلمان فرد تھے۔ ایمان لانے کے بعد آپؓ ہر قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کا فیصلہ کیا تو حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلادیا اور فرمایا کہ صبح مکہ والوں کی امانتیں ان کے حوالے کرکے میرے پاس مدینہ چلے آنا۔ حضرت علیؓ نے حکم کی تعمیل کی، جب وہ مدینہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے آنے والے مہاجرین اور مدینہ منورہ کے انصار کے درمیان اخوت (بھائی چارہ) قائم فرما رہے تھے۔ ایک مہاجر اور ایک انصاری آپس میں بھائی اور شریک ٹھہرادیے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حصہ میں کوئی انصاری نہیں آسکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ شامل فرمالیا اور علیؓ و نبیؐ بھائی بھائی بن گئے، یوں بھی آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی لیکن مقام ومرتبہ میں سب سے بڑی، سیدۃ النساء، خواتین جنت کی سردار سیدہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب شادی کی عمر کو پہنچیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ان کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمادیا۔ یوں تو بی بی فاطمہؓ کے لئے بہت سے پیغام نکاح آرہے تھے، لیکن معجم طبرانی کی روایت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کردوں۔'' علامہ زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس نکاح میں حضرت علیؓ نے غزوۂ بدر میں بطور غنیمت ملنے والی زرہ فروخت کرکے اس کی رقم سے مہر ادا کیا اور ولیمہ کی دعوت منعقد کی۔ یہ زرہ سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو اسی دراہم میں خریدی تھی اور بعد میں انہوں نے وہ زرہ حضرت علیؓ کو ہدیہ کرکے ان کے ساتھ تعاون میں اپنا حصہ شامل کردیا اور خاندانِ نبوت کی دعائیں سمیٹ لیں۔ حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شادی کے بعد مسجد نبوی کے قریب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں ایک گھر ان کی رہائش گاہ قرار پایا، اسی گھر میں رمضان المبارک ۳ ہجری کو ان کے

بڑے فرزند سیّدنا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی اور ان کے ٹھیک گیارہ ماہ بعد شعبان المعظم ۴ ہجری کو دوسرے بیٹے سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی سیّدہ حضرت ام الفضل لبابہ بنت حارث زوجہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (جو مسلمان خواتین میں حضرت خدیجہؓ کے بعد دوسری مسلم خاتون ہونے کا شرف رکھتی ہیں) نے ایک خواب دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے گوشت کا ایک ٹکڑا الگ ہوکر ان کی جھولی میں آ گرا ہے۔ اس خواب سے وہ گھبرا گئیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پریشان مت ہو، مبارک خواب ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بچہ پیدا ہوگا، اس کی پرورش تمہارے ذمہ ہوگی۔ چنانچہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے قثم بن عباسؓ کے ساتھ حضرت امام حسینؓ کو بھی دودھ پلایا۔ یہ تفصیل مستدرک حاکم، طبقات ابن سعد، فتح الباری اور بیہقی وغیرہ میں مذکور ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب میرے گھر پہلا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حرب رکھا (حرب کا معنی ہے: جنگ۔ عربوں میں جنگجو مزاج ہونے کی بنا پر اس قسم کے نام رکھنے کی عادت تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو پھر سب سے شجاع مشہور تھے)، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حرب رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! یہ تو ”حسن“ ہے۔ پھر جب دوسرے بیٹے پیدا ہوئے تو میں نے پھر ان کا نام حرب رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، نام دریافت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ نہیں! یہ تو ”حسین“ ہے۔ پھر جب تیسرے بیٹے پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام حرب رکھ دیا، اس بار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل فرماکر ”محسن“ رکھا (یہ تیسرے بیٹے محسن بچپن میں فوت ہوگئے تھے) اور فرمایا کہ میں نے ان کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے تینوں بیٹوں ”شبر، شبیر اور مبشر“ کے ناموں پر رکھے ہیں۔

(اسد الغابہ، مسند احمد)

یہاں ٹھہر کر اس روایت کا مطالعہ کرتے چلیے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

”اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔“

(صحیح بخاری، ج:۲، ص:۶۳۳)

ترجمہ: ”تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو (حضرت) ہارون (علیہ السلام) کو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

یہ روایت مسلم شریف میں بھی ہے۔ اسے پندرہ صحابہ کرامؓ نے بیان کیا ہے، اس لئے یہ متواتر حدیث کہلاتی ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ یہ نام ”حسن و حسین“ ان سے پہلے کسی کے نام نہیں رکھے گئے تھے، سب سے پہلے انہی کے نام رکھے گئے ہیں۔

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم)

خواجۂ خواجگان قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ (امیر ششم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے ایک سائل کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا: ”حسن و حسین“ الہامی نام ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پیدا ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ پھر اپنا لعاب مبارک ان کے منہ میں ڈال کر انہیں گھٹی دی اور دعا فرمائی۔ ولادت کے ساتویں روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عقیقہ کیا اور عقیقے میں ایک روایت کے مطابق دو مینڈھے اور ایک روایت کے مطابق ایک مینڈھا ذبح کیا، پھر ان کے سر کے بال مونڈواکر بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی، نیز ختنہ کرایا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ”حسین بن علی“ کنیت ”ابو عبداللہ“، القاب ”سیّد“ (سردار)، ”سبطِ رسول“ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے)، ”ریحانۃ النبی“ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول)، ”رشید“، ”طیب“، ”زکی“، ”وفی“، ”المبارک“، ”تابع لمرضاۃ اللہ“ ہیں۔ آپؓ نسب کے اعتبار سے قریشی اور ہاشمی ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک اپنے نانا جان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھا۔ آپ کے بڑے بھائی

جان سیّدنا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے سینے تک اور آپؓ سینے سے نیچے تک باقی جسم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔(ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسینؓ کا جسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے بہت زیادہ مشابہ تھا۔(طبرانی)

آپ کا قد درمیانہ تھا، نہ بہت لمبا اور نہ ہی بہت کوتاہ، پیشانی مبارک کشادہ، داڑھی اقدس گھنی اور سینہ اطہر فراخ وکشادہ تھا۔ آپؓ کے کندھے بڑے لیکن معتدل تھے اور ہڈیاں بڑی و مضبوط تھیں۔ آپؓ کی ہتھیلیاں اور قدموں کے تلوے قدرے کشادہ تھے۔ بال گھنگھریالے تھے اور بدن گٹھا ہوا سرخ وسفید تھا۔ آپؓ اپنی داڑھی مبارک کو ’’وسمہ‘‘ (ایک قسم کی بوٹی، جس کے پتے مہندی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں) سے رنگا کرتے تھے۔ آپ خوبصورت شکل وصورت اور خوب تر جسم اطہر کے ساتھ پُرسوز آواز کے مالک تھے، نیز بسا اوقات آپؓ کی آواز میں گھن گرج بھی ہوتی تھی۔ سر اقدس پر عمامہ باندھتے تھے، جس کے نیچے سے آپؓ کی سیاہ وحسین زلفیں ظاہر ہوتی تھیں۔ غرض یہ کہ آپؓ ظاہری بدن اور جسمانی ساخت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو تھے۔ آپؓ کا لباس قمیص، شلوار، کبھی تہہ بند، عمامہ، کبھی لمبی ٹوپی، اوڑھنے کے لئے جھالردار چادر، نعلین پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔ آپؓ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے، جس پر یہ الفاظ کندہ تھے: ’’اللّٰہ بالغ امرہ۔‘‘ (الامام الحسینؓ، للجزائری)

(جاری ہے)

آہ! قاری عبدالمالک چک نمبر ۸۴ خانیوال

مولانا قاری عبدالمالک چک نمبر ۸۴ خانیوال اصل میں تلہ گنگ کے علاقہ کے رہنے والے قطب شاہی اعوان تھے۔ چک مذکور کے حافظ علاؤالدینؒ کی ترغیب پر دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ حفظ قرآن کریم کے بعد گردان امام القراء حضرت قاری رحیم بخشؒ سے جامعہ خیرالمدارس سے کی۔ دینی تعلیم کا اکثر وبیشتر حصہ بھی جامعہ خیرالمدارس سے مکمل کیا۔

بانی جامعہ خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ، حضرت مولانا محمد صدیقؒ، مولانا عتیق الرحمٰنؒ، مولانا غلام مصطفیٰ ملتانیؒ سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی، کچھ عرصہ چک جھمرہ کے علاقہ میں بھی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ پھر حافظ علاؤالدینؒ کی موجودگی میں چک مذکور میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حافظ علاؤالدینؒ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور دیگر علماء کرام کے ساتھ ملتان جیل میں رہے۔ قاری عبدالمالکؒ حافظ علاؤالدینؒ کے بعد چک مذکور کی مسجد کے مستقل امام وخطیب مقرر ہوئے، تقریباً نصف صدی سے زائد امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ موصوف جرأت مند، بہادر اور ڈنڈے، سوٹے والے انسان تھے۔ علاقہ ومضافات کی پنچائتوں کے سرپنچ ہوتے تھے اور آپ کے فیصلہ کو مانا جاتا تھا۔

آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے بزرگوں کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ مجلس کے بزرگوں کا مزے لے لے کر ذکر خیر فرماتے۔ مجلس کے لئے قربانی کی کھالیں اور ان کی رقوم، ماہانہ وسالانہ مالی اعانت خود بھی فرماتے اور اپنے احباب ورفقاء اور نمازیوں کو متوجہ فرماتے رہتے۔ علاقائی مبلغ اگر ان کے ہاں حاضری میں تاخیر کرتا تو پھر اس کی خوب منجائی کرتے۔

اس لئے میرے جیسے کم ہمت ان کے ہاں حاضری سے کنی کتراتے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا جذبہ ان کے رگ وریشہ میں سمویا ہوا تھا۔ ان کی خوبیوں میں سے ایک خوبی غرباء کی مالی اعانت اور ان کی ضروریات پوری کرنا بھی تھی۔ ان کے فرزند نسبتی مولانا عطاء المنعم فرماتے ہیں کہ کئی ایک غرباء کی ضروریات کو خفیہ طریقہ سے پوری فرماتے۔ راقم الحروف کی ان سے آخری ملاقات ۳؍مارچ ۲۰۲۱ء کو ہوئی۔ عصاء کا سہارہ لئے ہوئے تھے۔ راقم نے مولانا عبدالستار گورمانی علاقائی مبلغ کی معیت میں ملاقات کی، بہت خوش ہوئے اور دیر تک بزرگوں کے حالات وواقعات سناتے رہے۔

۲۲؍جولائی ۲۰۲۱ء دس بجے رات ان کی وفات ہوئی اور اگلے دن جو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ عصر کی نماز کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا عبدالخالق فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی اقتداء میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں چک مذکور کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ چک مذکور کی عظیم الشان خوبصورت جامع مسجد جوان کی مساعی جمیلہ سے معرض وجود میں آئی ان کے لئے صدقۂ جاریہ ہو۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

عاجزی وانکساری کا چلتا پھرتا علَم

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ایبٹ آباد کے گاؤں ’’کوکل‘‘ کے رہائشی جناب محترم اسکندر خان کے ہاں ۱۹۳۵ء میں صاحبزادہ پیدا ہوئے جن کا نام عبدالرزاق تجویز ہوا۔ یہی صاحبزادہ آگے چل کر عالم اسلام کے درخشندہ ستارہ کے طور پر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کے نام پر نامور ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کی تعلیم اور میٹرک تک سکول کی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ ہری پور کے مدارس دارالعلوم چوہڑ شریف اور احمد المدارس سکندر پور میں ابتدائی درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے دارالعلوم نانک واڑہ کراچی جو پاکستان کے پہلے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ دیوبندی نے قائم کیا تھا، میں داخلہ لیا۔ حضرت مفتی صاحبؒ، حضرت مفتی ولی حسنؒ، مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، مولانا بدیع الزمانؒ، مولانا سحبان محمودؒ ایسے اساتذہ سے درجہ رابعہ سے درجہ سادسہ تک تعلیم حاصل کی۔ مشکوٰۃ شریف اور دورہ حدیث شریف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن (جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) سے کیا۔ یوں جامعۃ العلوم کے اوّلین فضلاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعہ ازہر مصر میں چار چار سال پڑھتے رہے۔ پی ایچ ڈی بھی مصر جامعہ ازہر سے کیا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی کے بعد اور جامعہ ازہر میں داخلہ سے قبل کئی سال آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اپنے استاذ محترم کی نگرانی میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۷۷ء میں مصر سے فراغت کے بعد پھر دوبارہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں پڑھانا شروع کیا اور تادم واپسیں ادھر ادھر بھول کر بھی نہیں دیکھا۔

کراچی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا اعجاز مصطفیٰ کی روایت ہے کہ پی. ایچ.ڈی کرنے کے بعد سرکاری ملازمت کے لئے والد گرامی نے کہا، درخواست یا انٹرویو کا مرحلہ تھا کہ ایک دن صبح کو گھر پر آگ جل رہی تھی، آگ سینک رہے تھے تو سندوں کو بھی لکڑیوں کے ساتھ جھونک دیا اور پھر فرماتے تھے بہت اچھا ہوا کہ اس سے سرکاری ملازمت کا خیال بھی جاتا رہا۔ شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ پر آپ دل وجان سے ایسے فدا تھے کہ آپ کو اپنے استاذ کے سفر وحضر میں ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ قادیانیوں کے متعلق جس وقت تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی، قادیانیوں کے محضرنامہ کے جواب میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ’’موقف ملت اسلامیہ‘‘ نامی کتاب قومی اسمبلی میں ہر ممبر کو مہیا کی گئی، جسے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے مرزا ناصر کے محضر نامے کے جواب میں قومی اسمبلی میں پڑھا۔ جس کے سبب امت مسلمہ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ ہمیشہ کی طرح کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا۔

تحریک کے فوراً بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے افریقی ممالک کا تفصیلی دورہ کرنا تھا تو اس کتاب کے اردو سے عربی میں ترجمہ کی سعادت بھی مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق رحمہ اللہ کو حاصل ہوئی اور افریقیؒ اور عرب ممالک کے دورہ میں حضرت بنوریؒ کی ہمراہی کا شرف بھی آپ کو حاصل رہا۔ اس طویل تبلیغی ودعوتی دورہ سے واپسی پر دورہ کی مکمل رپورٹ حضرت ڈاکٹر صاحب نے مرتب کی۔ جو بینات کے شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نمبر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ کے وصال کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم مقام امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کچھ عرصہ رہے۔ ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۷ء کو خواجہ صاحب مستقل امیر منتخب ہوئے۔ ۱۷؍جنوری ۱۹۷۸ء کو خانقاہ سراجیہ کے ایک اجلاس میں حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، سردار میر عالم خان لغاریؒ کی مشاورت سے مجلس منتظمہ اور مجلس شوریٰ کی تشکیل کی تو اس میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کو بھی شوریٰ کا ممبر منتخب کیا۔

۱۹؍فروری ۱۹۷۸ء کے شوریٰ کے اجلاس میں شعبہ نشر واشاعت کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے سربراہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مقرر ہوئے۔اس کے ممبران میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور مولانا ڈاکٹر عبدالرزاقؒ شامل تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے نائب امیر قریباً تیس سال حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ رہے۔حضرت شیخ الاسلام بنوریؒ کے عہد میں مجلس کے نائب امیر مولانا خواجہ خان محمدؒ رہے۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ کے امارت کے دور اوّل میں نائب امیر پھر مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ منتخب ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے دوسرے دور امارت میں نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ منتخب ہوئے۔ ان کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نائب امیر منتخب ہوئے۔ان کے وصال کے بعد نائب امیر حضرت سید نفیس الحسینیؒ منتخب ہوئے۔حضرت سید نفیس الحسینیؒ کے وصال کے بعد کے اجلاس شوریٰ مئی ۲۰۰۸ء کو حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاقؒ مجلس کے نائب امیر منتخب ہوئے۔ اس موقع پر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ نے یہ تاریخی جملہ بھی ارشاد فرمایا کہ حضرت بنوریؒ کے حکم پر مجھے نائب امیر بنایا گیا تھا۔ آج مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق کے نائب امیر بننے کے بعد وہ امانت ہم نے واپس حضرت بنوریؒ کے گھر لوٹا دینے کی سعادت حاصل کی ہے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے بانی و مہتمم حضرت شیخ بنوریؒ تھے، ان کے بعد علی الترتیب مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور ان کی شہادت کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق ؒ جامعہ کے چوتھے مہتمم مقرر ہوئے۔ اسی طرح شیخ المحدثین مولانا سلیم اللہ خانؒ کے بعد وفاق المدارس کے صدر بھی مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ بنے۔

۹؍مئی ۲۰۱۰ء کو حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کا وصال ہوا۔اس کے بعد ڈاکٹر عبدالرزاقؒ نے کچھ دن قائم مقام امیر کے فرائض سرانجام دیئے۔ اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مستقل امیر مرکزیہ کے چناؤ کے لئے ۳۰؍مئی ۲۰۱۰ء کو مجلس شوریٰ کا ملتان میں اجلاس طلب کیا گیا۔اس کے دعوت نامہ کے ساتھ مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس میں کئے گئے فیصلہ کے ساتھ اپنی سفارش ارسال کی کہ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں کسی رکن شوریٰ کی شرکت کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو اپنی تحریری رائے سے بھی مطلع کر سکتے ہیں اور منتظمہ کی سفارش ہے کہ اگر مناسب سمجھا جائے تو آئندہ سہ سال کے لئے امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو منتخب کرلیا جائے۔اس موقع پر حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی ذات گرامی کی کریم النفسی کو خراج تحسین پیش کئے بغیر چارہ نہیں کہ سب سے زیادہ تحسین اور بھرپور تائید اس تجویز کی (مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر مرکزیہ ہوں) حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمائی۔ حالانکہ آپ خود نائب امیر تھے اور اس وقت قائم مقام امیر بھی اور خود بھی اعلیٰ صفات میں کسی سے کم نہ تھے۔لیکن بے نفسی اور خلوص کا عالم یہ کہ اپنی بجائے وہ حضرت مولانا لدھیانوی صاحبؒ کو امیر بنانے کے مجوز بلکہ سب سے بڑے داعی بن گئے۔ اکثر اراکین شوریٰ نے دعوت نامہ ملنے کے جواب کے ساتھ اس تجویز سے بھی اتفاق کیا۔

مجلس شوریٰ کا اجلاس حضرت ڈاکٹر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا، اور یوں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ متفقہ طور پر امیر مرکزیہ منتخب ہوگئے۔ یہاں پر تحدیث نعمت کے طور پر یہ کہے بغیر بھی چارہ نہیں کہ مجلس کے یوم تاسیس سے لے کر آج کے اجلاس تک یہ روایت رہی ہے کہ مجلس کے امیر کا چناؤ بغیر مقابلہ کے متفقہ طور پر ہوا، اور یہ کہ جسے امیر بنایا گیا ایک ذرہ برابر ان کی خواہش نہ تھی کہ مجھے امیر بنایا جائے۔ بلکہ شوریٰ نے متفقہ فیصلہ کر کے ان سے استدعا کی اور انہوں نے رفقاء کرام کی رائے کو تسلیم کرلیا۔ اللہ رب العزت کی شان بے نیازی کہ یکم فروری ۲۰۱۵ء کو حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کا وصال ہوا تو پھر بھی قائم مقام امیر مرکزیہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ ہی قرار پائے۔

امیر مرکزیہ کے مستقل چناؤ کے لئے ۸؍فروری ۲۰۱۵ء کو ملتان میں شوریٰ کا اجلاس رکھا گیا۔اب بھی منتظمہ نے اپنا اجلاس منعقد کر کے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاقؒ کو امیر مرکزیہ بنانے کی شوریٰ کے سامنے تجویز رکھنے کی قرارداد منظور کی۔ شوریٰ کے اجلاس سے ایک روز قبل ڈاکٹر صاحب ملتان تشریف لائے اور قیام دفتر وفاق المدارس میں کیا۔ پوری منتظمہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے درخواست کی کہ آپ کا نام امیر مرکزیہ کے لئے ہم نے تجویز کیا ہے۔اس پر اتنے تکرار واصرار کے ساتھ عزم بالجزم سے آپ نے انکار کیا کہ سب ہی ششدر رہ گئے اور فقیر راقم کو یہ اعزاز بخشا کہ آپ نے فرمایا کہ اب آپ کو امیر مرکزیہ ہونا چاہئے۔ فقیر نے آپ کے پاؤں پکڑ لئے کہ

حضرت میں تو آپ کا غلام بے دام ہوں ہی۔ لیکن مجلس کے امیر مرکزیہ کے لئے جو اعلیٰ معیار بزرگوں نے قائم کیا ہے اس پر سوائے آپ کے اور کوئی فٹ نہیں آرہے۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ اس پر وہی عاجزی وانکساری رہی اور گریہ وزاری تو اس ماحول میں صاحبزادہ عزیز احمد نے پتہ کی بات کہی کہ جب آپ کو مجلس کا نائب امیر بنایا گیا تھا تو اس وقت میرے والد گرامی حضرت خواجہ خان محمدؒ نے فرمایا کہ ختم نبوت جماعت کی نائب امارت کی امانت حضرت بنوریؒ سے مجھے ملی تھی۔ مجھے اطمینان ہے کہ وہ امانت میں نے آج اسی گھر کو لوٹا دی تو آپ کو اب امیر مرکزیہ بنانے کی ہماری تجویز نہیں یہ تو دراصل مولانا خواجہ خان محمدؒ کی ہے۔ اس پر آپ خاموش ہوگئے۔ ہم اجازت لے کر واپس آگئے اور یہی سمجھے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب راضی ہوگئے ہیں لیکن اگلے دن جب آپ کی صدارت میں اجلاس شروع ہوا اور آپ کی امارت کے لئے متفقہ نام پیش کیا گیا تو آپ پھر بلبلا کر بچوں کی طرح زاروزار رونے لگے کہ میں اس بوجھ کا متحمل نہیں۔ اب ہم پر منکشف ہوا کہ رات جو آپ نے خاموشی اختیار فرمائی تھی وہ رضا نہ تھی بلکہ حضرت خواجہ خان محمدؒ کا نام آجانے پر آپ احترام کے مارے خاموش ہوگئے تھے۔

اب پھر پوری شوریٰ نے بہت ہی اصرار سے درخواست کی تو روتے روتے ہچکی بندھی رہی۔ کافی دیر کے بعد پورے اجلاس سے ارشاد فرمایا کہ آپ اگر اس پر مصر ہیں تو پھر آپ میرے لئے دعاگو بھی رہیں اور معاون بھی۔ تب کہیں جاکر آپ نے اس منصب کو قبول کیا۔

آپ کی وفات وتدفین کے بعد کراچی دفتر میں اسی بات کا تذکرہ چل نکلا تو کراچی میں مجلس کے مبلغ (مولانا عادل غنی جو رحیم یار خان کے رہائشی ہیں اور کراچی گرین ٹاؤن میں مجلس کی مسجد ومرکز کے نگران ہیں، انہوں) نے بتایا کہ اس سال میں کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں دورۂ حدیث شریف کا طالب علم تھا۔ ملتان مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ڈاکٹر صاحب کو امیر منتخب کیا گیا۔ اگلے روز آپ بخاری شریف کا سبق پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو سبق کے اختتام پر کسی طالب علم نے پرچی بھیج کر مبارک باد دی کہ آپ مجلس کے امیر منتخب ہوگئے ہیں۔ یہ پرچی پڑھتے ہی پھر ڈاکٹر صاحب پر گریہ کی کیفیت طاری ہوگئی اور زار وقطار رونا شروع کردیا۔ پوری کلاس سراسیمہ ہوگئی کہ یہ کیا ہوا؟ بہت دیر کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا کہ میں تو اس قابل نہ تھا۔ بہت انکار کیا مگر پوری شوریٰ نے یہ ذمہ داری سر ڈال دی ہے۔ اب آپ حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس منصب کی لاج رکھنے کی توفیق سے سرفراز فرمائیں۔

بات طویل ہورہی ہے لیکن واقعات کا تسلسل ہے کہ قرار نہیں لینے دے رہا۔ آگے چل کر آپ کی طبیعت کمزور ہوگئی تو ہمارے مخدوم ومخدوم زادہ مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر نے فرمایا کہ شوریٰ کا سالانہ اجلاس کراچی جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں رکھ لیا جائے کہ ڈاکٹر صاحب کے لئے اب ملتان کے سفر کا تحمل نہیں۔ چنانچہ ان کی رائے کے احترام میں اجلاس کراچی میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس اجلاس میں بھی پھر عذر کیا کہ میری طبیعت اب متحمل نہیں۔ آپ حضرات متبادل نظم کرلیں۔ تمام شوریٰ نے درخواست کی کہ آپ کے صاحبزادہ ہمارے قافلہ میں آپ کی جگہ فعال رہیں اور امارت حسب سابق چلتی رہے تو پھر اس پر سبھی حضرات نے آپ کو منوا لیا۔ مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ انکساری وتواضع کا چلتا پھرتا آپ علم اور نشان تھے اور یوں اس کے صدقہ میں حق تعالیٰ نے آپ کو اس حدیث شریف کا اس زمانے میں مصداق اتم بنادیا کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ! آپ جتنے جھکتے گئے۔ قدرت حق آپ کو اتنا بالا کرتی گئی۔

یقین فرمائیے کہ اپنے استاذ گرامی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی نسبتیں آپ میں کس طرح منتقل ہوگئی تھیں۔ وفات کے وقت حضرت بنوریؒ:

۱...... جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم تھے۔

۲...... جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث تھے۔

۳...... وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر تھے۔

۴...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ تھے۔

اور ہمارے ممدوح حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی وصال کے وقت ان چاروں مناصب کے صدرنشین تھے۔ قدرت کے کرم کا مظہر دیکھئے کہ ذی قعدہ میں حضرت بنوریؒ کا وصال ہوا۔ ذوالقعدہ میں ہی حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کا وصال ہوا، اور ایک ساتھ ہی اپنے استاذ کے بائیں جانب قبلہ کی طرف آپ کی تدفین ہوئی۔ سچ ہے: منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى! حق تعالیٰ آپ کی

تربت کو اپنی رحمتوں سے تا ابد شرابور وتابندہ رکھے۔عمر کے اعتبار سے طبعی کمزوری تو تھی ہی۔ تاہم اپنے معمولات کو جاری رکھا۔آخری دنوں بخار ہوا۔ ہسپتال لائے گئے۔ علاج ہوتا رہا۔ طبیعت پر مدوجزر کی کیفیت رہی۔۱۹/ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ،۳۰/جون ۲۰۲۱ء بروز بدھ سوا ایک بجے دن حق تعالیٰ شانہ کے حضور چل دیئے۔اسی دن آپ کا جنازہ ہوا۔اور یوں چھیاسی سالہ آپ کی درخشاں وتابندہ زندگی کا دور مکمل ہوگیا۔

حق تعالیٰ شانہ آپ کے دونوں صاحبزادگان کو عمر نوح نصیب کرے۔دونوں عالم دین، دونوں عربی، اردو، انگریزی اور پشتو پر عبور رکھتے ہیں۔دونوں پی۔ایچ۔ڈی۔دونوں نور علیٰ نور کا مصداق، دونوں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔حق تعالیٰ شانہ آپ کے پورے خاندان، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، وفاق المدارس، تنظیمات مدارس عربیہ، اقراء روضۃ الاطفال، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ہزار ہا شاگرد ومتوسلین کو صبر جمیل سے سرفراز فرمائے۔سب کی اللہ تعالیٰ حفاظت وتکفل فرمائیں۔ یہ سب آپ کے لئے ذخیرہ آخرت اور صدقہ جاریہ بنیں۔

فقیر راقم کو حضرت بنوریؒ کی امارت کے دور سے حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندرؒ سے نیاز مندی کا شرف حاصل ہوا۔ برطانیہ کے متعدد اسفار میں ساتھ رہا۔سری لنکا کا ایک سفر آپ کی سربراہی میں ہوا۔ملتان میں آپ کی بارہا تشریف آوری، اجلاسوں میں یکجا تھے۔چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت ایک بار ملتان میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر جمعہ کا دن تجویز ہوا۔جمعہ سے قبل حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے خطاب فرمایا۔جمعہ کا خطبہ اور امامت حضرت ڈاکٹر عبد الرزاق صاحبؒ نے فرمائی اور یہ ترتیب حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خاں مرحوم نے قائم کی تھی۔خدا لگتی عرض کرتا ہوں۔آج بھی جب اس خطبہ وامامت کی رس بھری تلاوت کی یاد آتی ہے تو دفتر کے در و دیوار جھومتے نظر آتے ہیں۔ ایسا خوبصورت ماحول بنا کہ ایک روحانی کیفیت و سرور قائم ہوگیا۔اور ہر شخص کی زبان پر سبحان اللہ کا ورد آنے لگا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے ختم نبوت کے عنوان پر کئی کتابوں کے عربی میں تراجم کئے۔ کراچی کی ایک اسلامی ممالک کی کانفرنس کے موقع پر حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمدؒ کی طرف سے جامع رسالہ عربی میں لکھ کر دنیا بھر کے اسلامی ممالک کو قادیانیت کے کفر کی سنگینی سے باخبر کیا۔

اتفاق کی بات ہے کہ آپ کی بیماری میں جب آپ کو ہسپتال داخل کیا گیا ان دنوں فقیر سندھ کے تبلیغی سفر پر تھا۔فراغت کی بعد کراچی حاضری ہوئی ہسپتال گئے۔ آپ کے خدام اور دیکھ بھال کرنے والے حضرات سے آپ کی صحت کی تفصیلات کا علم ہوا ہسپتال میں آپ سے ملاقات پر ڈاکٹروں نے پابندی لگا رکھی تھی۔ کراچی کا تبلیغی دورہ شروع ہوگیا۔ اس دوران ایک دوبار ہسپتال حاضری ہوئی۔

۳۰/جون ۲۰۲۱ء شام کو پنجاب واپسی تھی۔ صبح ۱۲ بجے تک کے دو پروگرام مدارس میں بیانات وغیرہ سے فراغت پر پھر ہسپتال کا رخ کیا۔ایک بجے کے بعد کا وقت تھا۔فقیر کی گاڑی جا کر رکی۔تو دیکھا سامنے تمام حضرات مغموم نظر آرہے ہیں۔ ابھی کچھ طبیعت فیصلہ نہ کر پائی تھی کہ کیا ہوا۔اتنے میں جامعہ کے ایک قاری صاحب نے آکر فقیر کی گاڑی کا دروازہ کھولا اور اترنے کے لئے فقیر کا ہاتھ تھاما اور ساتھ ہی روتے ہوئے گویا ہوئے کہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کا ابھی چند منٹ قبل انتقال ہوگیا ہے اور آپ پہلے آدمی ہیں جو وصال کے بعد اول میں آئے ہیں۔حضرت مخدوم زادہ مولانا سید سلمان بنوری، حضرت مولانا امداد اللہ، مولانا ڈاکٹر یوسف اسکندر اور بھی بہت سارے حضرات موجود تھے۔ جو علالت کی تشویش ناک خبر پا کر پہلے سے موجود تھے۔سب حضرات کے چہرے افسردہ سب سراپا حیرت واستعجاب سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سمندر رواں۔یا اللہ! چند ساعات میں کیا سے کیا ہوگیا۔

جو حضرات وفات کا سن کر ہسپتال کے اندر گئے تھے وہ واپس آئے۔ پتہ چلا ڈاکٹر صاحبان روانگی کی تیاری کرا رہے ہیں۔اتنے میں جامعہ کی ایمبولنس بھی آگئی۔ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جامعہ کا قدیم دار الحدیث آپ کے جسد خاکی کو زیارت کے لئے رکھنے کی خاطر خالی کرالیا گیا۔برف کے بلاک اور چارپائی تیار ہے۔مولانا یوسف سعید سکندر مسجد میں نماز پڑھ کر واپس تشریف لائے۔ اتنے میں ہسپتال کے عملہ نے آپ کے جسد خاکی کو سٹریچر پر لا کر ایمبولنس میں رکھا۔ چند حضرات جو ساتھ جاسکتے تھے ایمبولنس میں بیٹھے۔ باقی موجود گاڑیوں کا قافلہ اس کے پیچھے چلا۔ جامعہ کے دروازہ پر آہوں سسکیوں کے ماحول میں جامعہ کے طلباء سراپا مغموم کیفیت سے دو چار تھے۔کیا کیا عرض کیا جائے کہ کیا سے کیا ہوگیا۔ اس کے آگے کا حال حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے بہت خوبصورت انداز میں سپرد قلم کیا ہے جو یہ ہے:

”حضرت ڈاکٹر صاحب ہزاروں علماء صلحاء طلباء وطالبات اور لاکھوں عقیدت مندوں خصوصا جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ وطلباء وطالبات اور عملہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین، مبلغین، کارکنان اور رضا کاران، وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستہ ہزاروں مدارس کے اساتذہ وطلباء اور وفاق کا عملہ، اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کی دو سو شاخوں میں زیر تعلیم ۸۰ ہزار سے زائد بچے بچیاں اور عملے کے افراد اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے بے شمار فرزندگان بنوری اور اپنے پسماندگان کو چھوڑ کر حضیرۃ القدس میں جا پہنچے۔

آپ کی تجہیز وتکفین کے بعد آپ کا جنازہ زیارت عام کے لئے جامعہ میں درجہ سابعہ کی درس گاہ (پرانے دارالحدیث) میں رکھا گیا۔ جہاں علماء طلبا اور عوام الناس نے لمبی قطاروں میں لگ کر آپ کا آخری دیدار کیا۔ آپ کی رحلت کی خبر عام ہوتے ہی جامعہ میں عوام کا رش بڑھنا شروع ہوگیا تھا جو جنازہ کے وقت انسانی سمندر میں تبدیل ہو چکا تھا۔ جامعہ کی مسجد تنگ داماں ہونے کے بعد اطراف کی سڑکوں جمشید روڈ سے جیل چورنگی اور اسلامیہ کالج تک بھر چکی تھیں۔ ہر جانب لوگ ہی لوگ تھے۔ بلاشبہ یہ کراچی کی تاریخ کا ایک بہت بڑا جنازہ تھا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کی نماز جنازہ میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ و طلبا کے علاوہ دارالعلوم کراچی کے نائب صدر حضرت مفتی محمد تقی عثمانی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر حضرت مولانا انوار الحق، جامعہ فاروقیہ کے مہتمم حضرت مولانا عبیداللہ خالد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماء حضرت مولانا اللہ وسایا، جمعیت علمائے اسلام کے قائدین، قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے برادر مولانا عبیدالرحمٰن، مفتی ابرار، مولانا راشد سومرو، قاری محمد عثمان، سینیٹر مولانا فیض محمد، مدارس کے مہتممین اور مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے علاوہ خلق کثیر شریک ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر زید مجدہم نے پڑھائی۔ جنازہ سے قبل حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے اپنے مختصر خطاب میں حضرت ڈاکٹر صاحب کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ نماز جنازہ کے بعد جامعہ کے احاطہ میں واقع حضرت بنوری ؒ کی قبر کی دائیں جانب آپ کی قبر بنائی گئی۔ گویا ساری زندگی جس شیخ پر فدا رہے اور ان کے بعد ان کے گلشن کی آبیاری ونگہبانی کرنے میں اپنی زندگی صرف کی۔ وصال کے بعد انہیں کے پہلو میں جا سوئے اور حشر میں انشاء اللہ! اپنے شیخ بنوریؒ اور مصاحب کی معیت میں انہی کے ساتھ اٹھیں گے۔“ ☆☆

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کی ایک اچھوتی تحریر

”نبوت کے بعد انسانیت کا سب سے اونچا شرف صحابیت ہے۔ جس طرح نبی کے کمالات کا نقطۂ معراج وصفِ رسالت ہے، اسی طرح کسی اُمتی کے مجموعہ کمالات اور مجمع محاسن ہونے کے لئے اتنا بس ہے کہ وہ صحابی ہے۔ باجماع اہل حق دنیا بھر کے غوث وابدال اور اولیاء واقطاب، سب مل کر بھی کسی ادنیٰ صحابیؓ ”ولیس فیھم دنی“ کی گرد راہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی کا نام سنتے ہی امت کی گردنیں ادب واحترام سے جھک جاتی ہیں اور اس کی شخصیت زیر بحث آئے تو زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ امت بس اتنا کہہ سکتی ہے کہ: ”الصحابۃ کلھم عدول رضی اللہ عنھم اجمعین۔“ (شرح فقہ اکبر ص:۸۵) اس سے آگے جرح وتعدیل کے سارے پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں۔ بلاشبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مافوق البشر نہیں، نہ معصوم ہیں۔ مگر ان کی کسی خطا ولغزش پر اصلاح دینا اُمت کا نہیں، بلکہ ان کے نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کا یا ان کے خالق ومالک جل شانہ کا کام ہے۔ باپ کا بیٹے کی کسی لغزش پر تنبیہ کرنا عینِ شفقت اور منصبِ پدری کا مقتضا ہے، مگر صاحبزادہ کا ابا میاں کی غلطیوں کی فہرست شائع کرنا علم کی نہیں، بدتمیزی کی بات ہے: ”گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی!“

جن پر مقامِ نبوت کی نزاکتوں کا ٹھیک انکشاف نہیں ہوا، ان کے لئے مقامِ صحابیت کا سمجھنا ممکن نہیں۔ مجوزین کا یہ گروہ نہ انبیاء کرام علیہم السلام کو غلطیوں سے پاک سمجھتا ہے، نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تنقید سے بالاتر: ”تا بدیگراں چہ رسد!“ (مولانا مہر محمد میانوالوی کی کتاب ”عدالتِ حضرات صحابہ کرامؓ“ پر بطورِ تبصرہ لکھی گئی تحریر سے ایک اقتباس)

انتخاب: مولانا محمد قاسم، کراچی

عقیدۂ ختم نبوت... قرآن واحادیث کی روشنی میں!

دوسری قسط

پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ

”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ۔“ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:”محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔“

یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زید (رضی اللہ عنہ) کے باپ نہیں ہیں کہ زید (رضی اللہ عنہ) کی بیوی سے نکاح کرنا ان کے لئے حرام ہے۔

قاسم، طیب، طاہر اور ابراہیم (رضی اللہ عنہم اجمعین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے (مانے گئے) تھے۔

چاروں صاحبزادوں کی وفات بچپن میں ہوچکی تھی کوئی بھی حد بلوغ کونہیں پہنچا کہ اس کو رجل کہا جاتا۔ رہی یہ بات کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، اسی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہونا تو یہ بطور مجاز ہے (نہ کہ واقع میں یہ دونوں بزرگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صلبی بیٹے تھے نہ بنائے ہوئے بیٹے۔ مترجم کے خیال میں صحیح جواب یہ کہ ”رجالکم“ میں مخاطبین کی طرف اضافت ہے جو بتارہی ہے کہ اس زمانہ میں جولوگ آیت کے مخاطب تھے ان میں سے کسی کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ کبھی کسی مرد کے باپ نہیں تھے نہ آئندہ کسی مرد کے باپ ہوں گے۔ یہ مفہوم آیت کا ہرگز نہیں ہے۔

”وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔“ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:”اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کرام (علیہم السلام) کے لئے خاتم ہیں۔“

(سب کے ختم ہونے کے بعد آئے ہیں)

اور ہر رسول شفقت وخیر خواہی کے لحاظ سے اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ سب امت کا نسبی باپ نہیں ہوتا کہ امت کی کسی عورت سے اس کا نکاح نہ ہوسکے۔

”خَاتَم فتح تاء“ بمعنی آخر اور بکسر بروزن فاعل ختم کرنے والا۔ آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:”مراد یہ ہے کہ اگر میں سلسلہ انبیاء کرام علیہم السلام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہ کردیتا تو ان کے بعد ان کے بیٹے کو نبی بنادیتا۔“

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت نازل نہیں ہوں گے؟ ضرور نازل ہوں گے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہوں گے اس لئے نزول عیسیٰ علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی جرح نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جدید نبوت کو ختم کردیا اگر گزشتہ نبی باقی رہے تو اس سے جدید نبوت کی نفی پر کیا اثر پڑتا ہے۔

”وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔“ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:”اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔“

اس لئے وہ جانتا ہے کہ کس پر نبوت کا خاتمہ کیا جائے اور اس کی کیا حالت ہونی چاہئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور دوسرے انبیاء کرام (علیہم السلام) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خوبصورت قصر ہو، اس کی عمارت حسین ہو لیکن ایک اینٹ (لگانے) کی جگہ اس میں چھوڑ دی گئی ہو، دیکھنے والے آکر گرد اگر گھومتے ہوں اور اس کے حسن تعمیر پر تعجب کرتے ہوں، لیکن (ساتھ ہی) یہ بھی کہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔ (حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پس اس ایک اینٹ کے مقام کو میں نے درست کردیا اور مجھ پر پیغمبروں کا خاتمہ ہوگیا۔ دوسری روایت میں آیا ہے میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں۔ متفق علیہ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمارہے تھے: ''میرے (بہت) نام ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹائے گا، میں حاشر ہوں لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا، میں عاقب ہوں (سب سے پیچھے آنے والا) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مختلف نام (صفات) بیان کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں محمد ہوں، احمد ہوں، مقفی ہوں، حاشر ہوں، نبی التوبہ ہوں اور نبی الرحمۃ ہوں۔'' (رواہ مسلم)

ان کی تعریف ہورہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور امانت خداوندی کی ادائیگی کرتے ہیں، وہ اس سے ڈرتے ہیں اور بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کا خوف نہیں کرتے۔ کسی سطوت و شان سے مرعوب ہوکر پیغام خدا کے پہنچانے میں خوف نہیں کھاتے اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد کافی ہے۔ ان کے اس منصب کی ادائیگی میں سب کے پیشوا بلکہ ہر ہر اَمر میں سب کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خیال فرمائیے کہ مشرق و مغرب میں ہر بنی آدم کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے دین کی تبلیغ کی اور جب تک خدا کا دین چار دانگ عالم میں پھیل نہ گیا، آپ برابر خدا کے دین کی اشاعت میں مصروف رہے۔

آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قوم کی طرف آتے رہے لیکن حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کی طرف خدا کے رسول بن کر آئے تھے۔

قرآن کریم میں فرمان خدا ہے کہ:

''لوگوں میں اعلان کردو کہ میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں سلام علیہ' پھر آپ کے بعد منصب تبلیغ آپ کی امت کو ملا۔ ان سب کے سردار آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں جو کچھ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا سب کچھ بعد والوں کو سکھادیا۔ تمام اقوال و افعال دن اور رات کے سفر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر اور پوشیدہ دنیا کے سامنے رکھ دیئے۔ خدا ان پر اپنی رضا مندی نازل فرمائے پھر ان کے بعد والے ان کے وارث ہوئے اور اسی طرح ہر بعد والے اپنے پہلے والوں کے وارث بنے اور خدا کا دین ان سے پھیلتا رہا اور قرآن و حدیث لوگوں کے کانوں میں پڑتا رہا۔ ہدایت والے ان کی اقتدا سے منور ہوتے رہے اور توفیق خیر والے ان کے مسلک پر چلتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کریم سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ان میں سے کردے۔ آمین۔

مسند احمد میں ہے تم میں سے کوئی خود کو ذلیل نہ کرے، لوگوں نے کہا: حضور! یہ کیسے؟ فرمایا: خلاف شرع کام دیکھ کر لوگوں کے خوف کے مارے خاموش نہ رہے ورنہ قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی کہ تو کیوں خاموش رہا؟ یہ کہے گا کہ لوگوں کے ڈر سے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: سب سے زیادہ خوف رکھنے کے قابل تو میری ذات تھی، پھر اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ نہ کہا جائے۔ لوگ جو زید بن محمد کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زید (رضی اللہ عنہ) کے والد نہیں۔ یہی ہوا بھی کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد بلوغت کو پہنچی ہی نہیں۔ قاسم، طیب اور طاہر رضی اللہ عنہم تین صاحبزادے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہوئے، لیکن تینوں

بقیہ:...... اداریہ

۳:-''وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔'' (النور:۳۱)

'' اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو! تا کہ تم بھلائی پاؤ۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری قوم کو سمجھ عطا فرمائے، ہم سب کے حال پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کی توفیق سے نوازے، اور ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

صاحبزادے بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ پھر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ایک صاحبزادہ پیدا ہوئے جن کا نام ابراہیم رضی اللہ عنہ تھا لیکن یہ بھی شیرخوارگی کے زمانے میں ہی انتقال کر گئے۔ آپ کی چار صاحبزادیاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تھیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ الزہراؓ رضی اللہ عنہن ان میں سے تین تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں رحلت فرما گئیں صرف حضرت فاطمہؓ کا انتقال آپ کے چھ ماہ بعد ہوا، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’بلکہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔‘‘ جیسے فرمایا: خدا خوب جانتا ہے جس کو اپنا رسول بنانا ہوتا ہے۔‘‘ یہ آیت نص ہے اس اَمر پر کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب نبی ہی نہیں تو رسول کہاں؟ کوئی نبی و رسول آپ کے بعد نہیں آنے کا۔ رسالت تو نبوت سے بھی خاص چیز ہے۔ ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں۔ متواتر احادیث سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہ احادیث روایت کی گئیں ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری مثال نبیوں میں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک بہت اچھا اور پورا مکان بنایا لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی جہاں کچھ نہ رکھا، لوگ اسے چاروں طرف سے دیکھتے بھالتے اور اس کی بناوٹ سے خوش ہوتے لیکن کہتے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس اینٹ کی جگہ بھی پُر کر لی جاتی۔ پس میں نبیوں میں اسی اینٹ کی جگہ ہوں۔ امام ترمذیؒ بھی اس حدیث کو لائے ہیں اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’رسالت اور نبوت ختم ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر یہ بات گراں گزری تو آپ نے فرمایا: ’’لیکن خوشخبریاں دینے والے۔‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا: خوشخبریاں دینے والے کیا ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں کے خواب جو نبوت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے۔‘‘ یہ حدیث بھی ترمذی شریف میں ہے اور امام ترمذیؒ اسے صحیح غریب کہتے ہیں محل کی مثال والی حدیث ابوداؤد طیالسی میں بھی ہے، اس کے آخر میں یہ ہے کہ میں اس اینٹ کی جگہ ہوں مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کیا گیا۔ اسے بخاری، مسلم اور ترمذی بھی لائے ہیں۔ مسند کی اس حدیث کی سند میں ہے کہ: ’’میں آیا اور اس خالی اینٹ کی جگہ پُر کر دی۔‘‘ مسند میں سے میرے بعد نبوت نہیں مگر خوشخبری دینے والے، پوچھا گیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ’’اچھے خواب یا فرمایا نیک خواب‘‘ عبدالرزاق وغیرہ میں محل کی اینٹ کی مثال والی حدیث میں ہے کہ لوگ اسے دیکھ کر محل والے سے کہتے ہیں کہ تو نے اس اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی۔ پس میں وہ اینٹ ہوں۔ صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ’’مجھے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ فضیلتیں دی گئی ہیں: (۱) مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں، (۲) رعب سے میری مدد کی گئی، (۳) میرے لئے غنیمت کے مال حلال کئے گئے ہیں، (۴) میرے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے، (۵) میں ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، (۶) اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کیا گیا ہے۔

(جاری ہے)

ضروری اعلان

عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوع پر مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار خدمات ہیں۔ ان کے زیرادارت شائع ہونے والے اخبار ’’زمیندار‘‘ اور ’’ستارہ صبح‘‘ میں حضرتؒ کے گراں قدر مضامین شائع ہوئے، جس نے فتنۂ قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔

ان مضامین کا خوبصورت انتخاب ایک کتابی صورت میں مرتب کیا جا رہا ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ تقریباً چار سو صفحات کمپوز ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں درخواست ہے کہ اگر کسی صاحب کے پاس حضرت مولانا ظفر علی خانؒ کا کوئی مضمون (ردِ مرزائیت پر) ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔ آپ کے شکریہ کے ساتھ یہ مضمون کتاب میں شائع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا یہ تعاون اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین!

برائے رابطہ: محمد متین خالد

سیل: 0333-6627272

تحفظ ختم نبوت کے لئے

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی خدماتِ جلیلہ

حافظ خرم شہزاد، گوجرانوالہ

مناظر اسلام، سفیر ختم نبوت و مورخ تحریکات ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ العالی کی شخصیت اور خدمات پر اگر کچھ لکھا جائے تو اس کے لئے ہزاروں صفحات درکار ہوں گے، کیونکہ مولانا کی ساری زندگی تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت میں بسر ہوئی ہے۔ قیام پاکستان سے دو سال قبل ۱۹۴۵ء میں بہاولپور کے ایک قصبہ ”گرواں“ میں پیدا ہونے والے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب آج ستتر (۷۷) سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ (مدظلہ العالی)

بہاولپور بہت بڑی ریاست تھی، یہاں عباسی خاندان کی حکومت تھی اور یہ تعلیمی لحاظ سے بہت ترقی یافتہ علاقہ تھا کیونکہ عباسی خاندان بڑا علم دوست خاندان تھا۔ تقریباً ایک صدی پہلے بہاولپور میں جامعہ عباسیہ کے نام سے یہاں بہت عظیم درس گاہ قائم کی گئی تھی، علم کے متوالے اور خوشہ چیں حصول علم کے لئے یہاں رُخ کرتے تھے اور اس درسگاہ نے بڑے مشاہیر اہل علم پیدا کئے، آج بھی جامعہ عباسیہ بہاولپور کا ایک نام ہے۔

”مبارک پور“ کے قریب بستی ”گرواں“ کے ایک زمیندار ملک محمد رمضانؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کے استادِ اول مولانا حافظ اللہ بخشؒ بھی جامعہ عباسیہ بہاولپور سے ہی فارغ التحصیل تھے۔ ”مدرسہ رفیق العلماء“ بستی ڈتہ بلوچ میں مولانا حافظ اللہ بخشؒ سے آپ نے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ درس نظامی موقوف علیہ تک یہیں پڑھا اور پھر جامعہ قاسم العلوم ملتان میں داخلہ لیا اور وہاں سے دوبارہ مشکوٰۃ المصابیح پڑھی۔ دورۂ حدیث کے لئے مخزن العلوم خان پور تشریف لے گئے جہاں حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی صحبت ملی اور وہیں دورۂ حدیث کی تکمیل کی سعادت حاصل ہوئی۔

چیچہ وطنی ضلع ساہیوال کے حضرت مولانا عبدالعزیزؒ، چک گیارہ والوں سے پہلی بیعت کی جو حضرت صالح محمدؒ کے صاحبزادے تھے اور حافظ صالح محمد صاحبؒ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اُن کی وفات کے بعد آپ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق قائم ہوا، اس تعلق کی روئداد حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب خود ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”یہ تعلق ۱۹۶۸ء میں قائم ہوا، یہ تعلق مولانا سید محمد علی صاحبؒ کے توسط سے قائم ہوا۔ آپ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کے شاگرد تھے۔ جماعت کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے بعد فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے فن مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا، انہی کے حکم پر جماعت کی طرف سے میرا تقرر فیصل آباد ہوا۔ وہاں مجھے مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ کی صحبت حاصل ہوئی۔ ان کے انتقال کے بعد مجھے حکم ملا کہ میں مولانا تاج محمودؒ کی جگہ اسٹیشن والی مسجد میں خطبہ جمعہ بھی دیا کروں۔ کچھ عرصہ میں نے یہ فریضہ بھی انجام دیا، اسی دوران مولانا محمد شریف جالندھریؒ مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا انتقال ہو گیا اور میرا تقرر جماعت کی طرف سے مرکزی دفتر ملتان کر دیا گیا، اس وقت سے ملتان ہی میں ذمہ داری نبھا رہا ہوں۔ عقیدہ ختم نبوت کا خادم، شب وروز اسی خدمت میں گزرتے ہیں۔“

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا انتقال ۱۹۶۱ء میں ہوا، اس وقت مولانا اللہ وسایا صاحب کی عمر صرف سولہ برس تھی، چونکہ دیہاتی ماحول اور وہیں ابتدائی تعلیم میں مصروف تھے لہٰذا حضرت امیر شریعتؒ کی زیارت وصحبت سے محروم رہے۔ حضرت امیر شریعتؒ کا ایک ایمان افروز واقعہ بہت عقیدت سے بیان فرماتے ہیں، انہیں کی زبانی ملاحظہ فرمایئے:

”امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زندگی کا مشن ردِ قادیانیت تھا۔ آپ نے ۱۹۳۴ء میں قادیان میں سہ روزہ ختم نبوت کانفرنس بلائی۔ اس سلسلے میں آپ دین پور تشریف لائے اور مولانا غلام محمد صاحبؒ سے عرض کی کہ آپ قادیان کانفرنس

میں تشریف لائیں۔آپ نے ضعف کی وجہ سے معذرت کی لیکن شاہ صاحبؒ نے بہت اصرار کے ساتھ دعوت دی۔مولانا غلام محمدؒ نے فرمایا کہ میں معذور ہوں،سفر کے قابل نہیں، میرے ایسے معذور آدمی کو آپ وہاں لے جاکر کریں گے کیا؟حضرت امیر شریعتؒ نے فی البدیہہ فرمایا کہ:"آپ کو اونٹ پر بیٹھا کر لے جاؤں گا،خود مہار پکڑوں گا اور قادیان جلسہ گاہ کی اسٹیج پر بیٹھا کر قادیان والوں سے کہوں گا کہ تم نے جھوٹا غلام احمد قادیانی دیکھا ہے سچا غلام محمد دین پوریؒ بھی دیکھو۔"

ان حضرات کا یہ جذبہ آج ہمارے لئے سرمایہ حیات ہے۔یہ دور مرزا غلام احمد کے بعد مرزا محمود کا تھا،اس کانفرنس میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب مرحوم بھی تشریف لائے تھے۔"

"آئینہ قادیانیت"

تحریری،تقریری اور عملی میدان میں حضرت مولانا اللہ وسایا کی خدمات کا ایک طویل باب ہے، یہاں آپ کی تحریری اور تصنیفی خدمات کا مختصر طور پر جائزہ لیا گیا ہے۔حضرت مولانا اللہ وسایا کی سب سے شہرۂ آفاق کتاب"آئینہ قادیانیت" ہے،جو فتنۂ قادیانیت سے متعلق تیس سوالات کے مدلل اور مسکت جوابات پر مشتمل ہے۔کتاب کے آغاز میں خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ،حضرت مولانا محمد عابد(خلیفہ حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ)، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی تقریظات اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کا چودہ(۱۴)صفحات پر مشتمل گرانقدر مقدمہ شامل ہے۔کتاب کو تین ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب دس سوالات وجوابات پر مشتمل ہے۔پہلا باب"ختم نبوت"دوسرا"حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام"اور تیسرا"کذباتِ مرزا قادیانی"پر مشتمل ہے۔کتاب اس قدر جامع اور نافع ہے کہ وفاق المدارس العربیہ نے اسے باقاعدہ نصاب میں شامل کیا ہے اور درجہ موقوف علیہ کے سالانہ امتحان میں اس کا باقاعدہ لازمی سوال ہوتا ہے۔وفاق المدارس کے نصاب میں کتاب شامل کئے جانے کے موقع پر حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری(ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ)نے اس کتاب کی افادیت اور اہمیت کو یوں بیان فرمایا:

"عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے۔ہمارے حضراتِ اکابر نے جہاں دین کے دیگر شعبوں میں بے مثال خدمات سرانجام دیں وہاں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور"فتنہ قادیانیت"کے رد میں بھی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔مدارس عربیہ کے عزیز طلبہ کی اس موضوع سے آگاہی کے لئے کتاب"آئینہ قادیانیت"کو وفاق المدارس العربیہ نے عالیہ سال اول(درجہ مشکوٰۃ)میں داخل نصاب کیا ہے۔اس کتاب میں قدیم مواد کو جدید اسلوب میں مرتب کیا گیا ہے جو انتہائی مفید ہے۔اس بات کا افسوس ہے کہ بعض مدارس میں یہ کتاب نہیں پڑھائی جارہی اور اگر پڑھائی بھی جاتی ہے تو اس پر خصوصی توجہ نہیں دی جاتی۔ہماری تمام مدارس سے گذارش ہے کہ وہ پورے اہتمام اور توجہ سے اس کتاب کو پڑھائیں۔ہم امید کرتے ہیں کہ جن مدارس میں ابھی تک یہ کتاب نہیں پڑھائی جارہی وہ جلد از جلد اس کے پڑھانے کا اہتمام کریں گے اور اس پر خصوصی توجہ بھی دیں گے۔"(ماہنامہ لولاک،ملتان۔فروری،مارچ ۲۰۰۹ء)

"آئینہ قادیانیت" نصاب میں شامل کئے جانے کے فیصلے کے متعلق حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں شیخ الحدیث،یادگار اسلاف حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ کی زیر صدارت وفاق المدارس کی تیرہ رکنی نصاب کمیٹی کا ۱۹،۲۰ رستمبر ۲۰۱۱ء کو اجلاس منعقد ہوا جس میں بنین وبنات کے وفاق المدارس کے نصاب پر نظر ثانی کی گئی۔دیگر فیصلوں کے علاوہ نصاب کمیٹی نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ"آئینہ قادیانیت"جو آج سے عرصہ پہلے وفاق المدارس کے حکم پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ترتیب دی تھی۔اس کتاب کو وفاق کے درجہ سابعہ یعنی موقوف علیہ میں شامل کرلیا گیا اور التبیان فی علوم القرآن کے پرچہ کے ساتھ "آئینہ قادیانیت"سے بھی سوال وفاق کے سالانہ امتحان میں شامل ہوگا۔۲۱رستمبر ۲۰۱۰ء کو وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں وفاق کی نصاب کمیٹی کے فیصلہ کی متفقہ طور پر توثیق کردی گئی۔یوں اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ کیا اس فیصلہ پر وفاق المدارس کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔بہت ہی شکریہ۔"(ماہنامہ لولاک،ملتان۔نومبر ۲۰۱۰ء)

"آئینہ قادیانیت"کی عنداللہ قبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا پہلے اردو سے عربی اور پھر بنگالی زبان میں تراجم بھی ہوئے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی مساعی

جملہ سے اس کا مستند ماہر عالم دین نے ڈھاکہ میں بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا۔ ڈھاکہ میں ہی اسے عمدہ طباعت سے منظر عام پر لایا گیا۔ امید ہے کہ عنقریب اسے بنگلہ دیش کے دینی مدارس کے نصاب میں شامل کرنے کا مرحلہ بھی طے ہو جائے گا۔ (ماہنامہ لولاک، ملتان۔ مئی ۲۰۱۱ء)

’’قادیانی شبہات کے جوابات‘‘

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی دوسری بڑی اور شاہکار تصنیف ’’قادیانی شبہات کے جوابات‘‘ ہے جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔ دراصل یہ کتاب سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے شرکاء کے لئے بہ طورِ نصاب تیار کی گئی تھی۔ قرآن وسنت اور اجماع امت کے حوالہ سے قادیانی جس دجل اور فریب سے کام لے کر مختلف آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے جو شبہات پیدا کرتے اور غلط مطالب ومفاہیم اخذ کر کے جس دجل وفریب سے کام لیتے ہیں حضرت مولانا نے ان آیات کی صحیح تفہیم کر کے قادیانیوں کے اس پردہ کو چاک کیا ہے۔ اور اکابرین امت ومناظرین ختم نبوت نے جو مدلل ومسکت جوابات دیئے تھے ان کو یکجا کر دیا ہے۔ کتاب پر دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے بھی بہت محنت کی ہے، انہوں نے اپنی محنت شاقہ اور عرق ریزی سے اس کے حسن کو دوبالا کر دیا اور بڑے اہتمام کے ساتھ نئی کمپوزنگ کے ساتھ دیوبند سے شائع کروایا۔

کتاب کے متعلق مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب فرماتے ہیں:

’’بندہ نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے سامنے جب اس خاکہ کو پیش کیا تو حضرت نے اپنی ایک کتاب ’’قادیانی شبہات کے جوابات‘‘ پیش کرتے ہوئے فرمایا یہ لو! تمہاری آدھی ضرورت کی تکمیل ہو چکی ہے۔ چنانچہ بندہ نے کتاب کو ایسا ہی پایا۔ ایک طالب علم کو اپنے مقصد میں کامیابی پا کر جس قدر خوشی ہوتی تھی، ہوئی فللّٰہ الحمد والشکر ایک تو بندہ نے ذہنی خاکہ کی تصویب پائی دوسرے آدھے سے زائد بوجھ اتر گیا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے خاکہ کی تکمیل کے لئے اپنے اکابر کا ایک مستند راستہ مل گیا۔ الحمد للہ! اب کتاب حضرت والا کے مشورہ کے مطابق بندہ ناچیز کی تصحیح، تخریج اور تحشیہ کے ساتھ مرتب کتاب مدظلہ کی نظر ثانی کے بعد ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔ جو کچھ خیر وبھلائی ہے وہ حضرت والا کی جانب منسوب اور کوتاہی وکمی کا ذمہ دار بندہ ہے۔ اس کتاب سے شعبہ تحفظ ختم نبوت کے تعلیمی نصاب کو کافی حد تک فائدہ پہنچا ہے جیسا کہ شعبہ میں داخل طلباء کے سامنے سبقاً سبقاً بندہ نے پیش کر کے خوب خوب فائدہ اٹھایا ’’اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ‘‘ پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے خاص طور پر وساوس کے باب میں یہ کتاب بطور شرح کام دیتی ہے۔‘‘

(قادیانی شبہات کے جوابات، جلد اول۔ ص:۱۲)

کتاب پر شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت سید انور حسین نفیس الحسینیؒ، حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوریؒ (سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا بدر الدین آسامی (رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند) کی تقاریظ نے اسے مزید مستند بنا دیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوریؒ نے اس کتاب کی اہمیت کے متعلق فرمایا کہ:

’’قادیانیت کے سلسلہ میں بنیادی موضوع تین ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت، رفع ونزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذبِ مرزا۔ ان تینوں موضوعات پر علماء اسلام نے ایک کتب خانہ تیار کر دیا ہے۔ مگر یہ سب مواد منتشر تھا۔ مکرم ومحترم مولانا اللہ وسایا صاحب نے جو اس میدان کے شہسوار ہیں، منتشر مواد کو موضوع وار جمع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب جو مسئلہ ختم نبوت پر قادیانی شبہات کے جوابات ہیں، ایک جامع کتاب ہے۔ میں نے اس کو مختلف جگہ سے دیکھا ہے۔ ماشاء اللہ بہت کچھ مواد اس میں جمع ہو گیا ہے۔‘‘

(قادیانی شبہات کے جوابات، جلد اول۔ صفحہ ۱۸)

کتاب کی پہلی جلد پاکستان میں رجب ۱۴۲۰ھ میں شائع ہوئی۔ اور چار سال دس ماہ بعد اس کتاب کی دوسری جلد جو ’’حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام‘‘ کے موضوع پر تھی، جمادی الاول ۱۴۲۵ھ بمطابق جولائی ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کے کل سات ابواب ہیں اور حیات مسیح علیہ السلام پر قرآنی دلائل اور قادیانی تحریفات کے مدلل جوابات پر مشتمل ہے، گویا قرآن واحادیث سے حیات سیدنا مسیح علیہ السلام پر قادیانی وساوس، تحریفات اور شبہات کے جوابات کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ کتاب کی تیسری جلد ’’کذباتِ مرزا‘‘ پر مشتمل ہے جو ۱۴۳۲ھ میں شائع ہوئی۔ اب یہ تینوں جلدیں یکجا ایک ہی جلد میں شائع ہو رہی ہے۔ اس کتاب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے درجہ تخصص فی الختم نبوة میں اسے شامل نصاب رکھا گیا ہے۔ (جاری ہے)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام وادیٔ چترال میں

سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ کانفرنسیں

گزشتہ ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چترال کے زیراہتمام وادیٔ چترال کے مختلف مقامات پر ’’سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس‘‘ کے عنوان سے کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان پروگراموں کی سرپرستی معروف عالم دین، ممتاز سماجی شخصیت حضرت مولانا قاری فیض اللہ چترالی صاحب اور حضرت مولانا ولی اللہ صاحب نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنمائی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ اور راقم الحروف (مولانا عابد کمال حقانی) پر مشتمل قافلہ کی چترال آمد پر تپاک اور شاندار استقبال کیا گیا۔ ۲۷؍جولائی ۲۰۲۱ء سے شروع ہونے والی ان کانفرنسوں کی مختصر روداد ملاحظہ فرمائیں:

رپورٹ: مولانا عابد کمال حقانی

چترال آمد و استقبال:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں کی سرزمین گل و بلبل چترال آمد پر استقبال کی تمام تر ذمہ داری تحصیل دروش کے امیر محترم حضرت مولانا محمد شاہ مدظلہ مہتمم جامعہ قاسم العلوم کی تھی، اللہ کے فضل و کرم سے امیر محترم اور ناظم عمومی حضرت مولانا محمود الحسن، مقامی مبلغ مولانا سردار حسین، مولانا قاضی کفایت اللہ سابق خطیب چترال اسکاؤٹس کی زبردست محنت، کاوشوں، بہتر منصوبہ بندی اور لائحہ عمل کے نتیجہ میں معزز راہنماؤں کا شاندار عالیشان استقبال کیا گیا۔ ضلعی امیر شیخ الحدیث مولانا حسین احمد کی قیادت میں ایک پُر ہجوم استقبال لواری ٹنل پر ہوا پھر اس استقبالی منظم اور پُرشکوہ قافلہ میں اس وقت غیر معمولی اضافہ ہوا جب قافلہ عشریت کے مقام پر استقبالی جلسہ گاہ پر پہنچا، اس علاقہ کی تاریخ میں لوگوں کا ایک جم غفیر جمع تھا، جس میں علماء، سیاسی زعماء، جمعیت علماء اسلام چترال کی ضلعی قیادت کے ساتھ ساتھ عشریت کی سول سوسائٹی کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ مختصر تقریب میں مرکزی قائدین کو چترال کی اقدار اور روایات کے مطابق گلے میں ہار اور سروں پر چترالی ٹوپی (پکول) سجائے گئے، مذہبی راہنماؤں اور سیاسی قائدین کے استقبال کی تاریخ میں یہ استقبال ہر لحاظ سے نمایاں اور انتہائی خوشگوار، پُروقار اور پُراثر تھا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد کی مختصر تقریر اور حضرت اقدس استاذ الاساتذہ کی روح پرور دعا کے بعد یہ استقبالی قافلہ پہلے پڑاؤ دروش کی طرف بڑھا، جگہ جگہ موٹر سائیکل سوار نوجوانوں، اسکول و کالج کے طلبا اور عاشقان مصطفیٰ نے استقبال کیا۔ اس مبارک قافلہ کا قیام نگر میں اس سرزمین کے بزرگوں کا اکرام، احترام میں سرفہرست نام حضرت اقدس بادشاہ نور کے مدرسہ میں تھا۔ راہنماؤں کے استقبال کے لئے حضرت کے لائق جانشین مولانا امام الدین صاحب سلمہ تشریف لائے تھے، ان کی راہبری میں یہ قافلہ چترال کی مشہور شخصیت حاجی انزار گل اور اس کے رفقاء جمعیت علماء اسلام چترال کی قیادت دیگر معزز مہمانان گرامی کی ایک بڑی تعداد جامعہ پہنچی، وہاں تمام معزز شرکاء رفقاء کے لئے ضیافت کا اعلیٰ انتظام تھا، نظم و ضبط اور طلبا کا قطاروں میں کھڑے ہوکر استقبال کرنا یاد رکھنے کے قابل ہے۔

پہلا پروگرام، بمقام جامع مسجد خورانڈوک مورخہ ۲۸؍جولائی ۲۰۲۱ء بروز بدھ:

تحصیل دروش کے نظم کے زیراتنظام یہ کانفرنس ۹ بجے شروع ہوئی، مقامی علماء کرام اور تحصیل دروش عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حضرت مولانا محمود الحسن کی نظامت، تلاوت کلام پاک سے آغاز ہوا، حضرت مولانا سردار حسین صاحب، حضرت مولانا پروفیسر نقیب اللہ رازی صاحب، سینئر نائب امیر مولانا قاضی کفایت اللہ صاحب کے بیانات سے اہل اجتماع مستفید

ہوئے، اس کے بعد اجتماع اور کانفرنس کو آگے بڑھانے کے لئے اسٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحب کے حوالے ہوئی، ابتدائی کلمات، نعت رسول مقبول کے بعد راقم الحروف (مولانا عابد کمال حقانی) نے بیان کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کو خوبصورت منظر کشی کے بعد دلکش انداز میں دعوت خطاب دی۔ حضرت نے ''سیرت خاتم الانبیاء'' کے موضوع پر ایک یادگار خطاب کیا، آخر میں حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا مدظلہ منبر و محراب پر تشریف لائے، حضرت نے جلال و جمال کے خوبصورت امتزاج میں فتنۂ قادیانیت پر تفصیلی بیان کیا، قادیانی مصنوعات کے حوالے سے حضرت قاضی احسان احمد کے بیان میں مفید اضافہ کیا، بڑے ہی دلگداز انداز میں دعا کی (اللہ اس اجتماع کو تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں شرف قبولیت سے نوازے، آمین)۔

چونکہ شام میں بروز میں پروگرام تھا، لہٰذا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چترال کے مرکزی راہنما حضرت مولانا الیاس احمد سابق تحصیل ناظم کی قیادت میں ٹاؤن چترال یوسی چرکن یوسی بروز یوسی ایون کے ناظم کے رفقاء اور جذبۂ تحفظ ناموس رسالت سے سرشار مسلمانوں نے سید آباد تا بروز ایک شاندار ریلی (موٹر سائیکلوں، گاڑیوں) کے ذریعہ قائدین کا جامع مسجد گمبند بروز تک استقبال کیا، الحمدللہ!

دوسرا پروگرام، بمقام بروز جامع مسجد گمبند مورخہ ۲۸ر جولائی ۲۰۲۱ء:

یہ کانفرنس ہر لحاظ سے منفرد بہت ہی منظم پُر ہجوم پُر بہار تھی۔ یوسی بروز کے امیر حضرت مولانا ریاض احمد صاحب ناظم عمومی مولانا نور شاہدین صاحب، مولانا صابر صاحب، مولانا مصلح الدین صاحب اور ان کے رفقاء و احباب کی جدوجہد اور مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں بہت یادگار کانفرنس تھی۔ راہنماؤں کے اکرام اور نشست کا اعلیٰ انتظام تھا بلکہ قابل رشک تھا، اس خوبصورت نئی تعمیر شدہ دلکش وسیع مسجد میں اس سے قبل ایسا اجتماع منعقد نہیں ہوا تھا، اس نمائندہ کانفرنس سے مرکزی راہنماؤں حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب اور راقم الحروف (عابد کمال حقانی) نے خطاب کیا۔ نظامت کے فرائض امیر محترم مولانا حسین احمد صاحب نے انجام دیے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے نماز مغرب کے بعد نمائندہ اجتماع سے عقیدۂ ختم نبوت کی فضیلت و اہمیت پر مفصل خطاب کیا اور حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کے مختصر خطاب و دعا کے ساتھ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

وادیٔ بمبوریت کا مختصر دورہ، مورخہ ۲۹ر جولائی ۲۰۲۱ء بروز جمعرات:

صبح نو بجے ضلعی امیر کی قیادت اور حضرت مفتی ولی بن حضرت مولانا قاری فیض اللہ چترالی صاحب اور نور محمد بھائی کی رفاقت میں بزرگوں کے قافلہ کو لے کر ایون سے بمبوریت کی طرف روانگی ہوئی، بمبوریت آخری گاؤں کے دلکش نظاروں اور ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہوئے ظہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد و دیگر رفقاء میوزیم دیکھنے گئے، جہاں پر معروف صاحب قلم جاوید حیات صاحب نے میوزیم میں چترالی ثقافت و ورثہ سے بڑے ہی خوبصورت انداز میں مہمانوں کو متعارف کرایا، پھر ایون میں حضرت مولانا قاسم صاحب ناظم یو سی ایون کی دعوت پر لب دریا واقع ان کی ہمشیرہ کے پُر فضا گھر میں مختصر قیام کیا۔ یوں ۲۹ر جولائی ۲۰۲۱ء کا یہ دن حضرات اکابر کے ساتھ گزارنے کا شرف حاصل ہوا، معزز حضرات کے لئے قیام و طعام کا انتظام حضرت خطیب صاحب شاہی مسجد کی طرف سے نوجوان عالم دین باغ و بہار شخصیت حضرت مولانا مفتی ضیاء اللہ صاحب کے ہاں تھا۔

چترال شاہی مسجد روانگی:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چترال کی قیادت اور ان کے دوستوں کی رفاقت میں حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو جلوس کی صورت میں شاہی مسجد چترال پہنچایا گیا، جہاں پر ان کا پُرجوش فقید المثال استقبال کیا گیا۔

تیسرا پروگرام، بمقام شاہی مسجد چترال مورخہ ۳۰ر جولائی ۲۰۲۱ء:

تاریخی شاہی مسجد چترال میں جمعہ کا خطبہ حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے دیا، اس بڑے اجتماع میں حضرت مدظلہ نے فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کیا اور سمجھایا کہ تحفظ ناموس رسالت و ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کا بنیادی عقیدہ ہے، تمام مکاتب فکر، تمام سیاسی فکر و نظر والوں کا متفقہ مسئلہ ہے، ایمان کی حفاظت ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے سب کو ایک ہی نظریہ پر لبیک کہنا چاہئے۔ اس پُر امن چترال میں تمام مکاتب فکر و باہمی ہمدردی اور احترام کے جذبہ کے ساتھ

قرآن وسنت آئین وقانون کے دائرے میں رہ کر زندگی گزارنے کا سلیقہ سیکھنا چاہیے۔ حضرت کی مناجات کے ساتھ یہ خطاب مکمل ہوا۔

اپر چترال ہیڈکوارٹر بونی کی طرف روانگی، مورخہ ۳۰؍جولائی ۲۰۲۱ء:

صبح ۸ بجے ضلعی امیر حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی راہبری میں ضلعی نظم کے ذمہ دار افراد کی ایک جماعت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ڈپٹی سیکریٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چترال معاون خصوصی محترم ومکرم ریٹائرڈ میجر عبدالصمد صاحب سیکریٹری اطلاعات برادر مکرم امیر الدین صاحب، مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کو لے کر اپر چترال روانہ ہوئے۔

پہلا استقبال:

سب سے پہلے کوغذی کے مقام پر نوجوان علماء کرام، خطباء اور جذبۂ عشق رسالت سے سرشار مسلمانوں کے ایک بڑے وفد نے بہت خوبصورت اور پُر وقار انداز میں استقبال کیا، یہ منظر بھولنے کے قابل نہ تھا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے شمع رسالت کے پروانوں کی اس وارفتگی اور محبت کو سراہا، ناموس رسالت کے نام پر اس غیر معمولی استقبال و اکرام پر اللہ جل شانہ کی نعمتوں کا دسترخوان پر ایک خوبصورت منظر تھا۔

دوسرا استقبال:

برنس کے مقام پر پُر جوش علماء کرام اور نوجوانوں کا ایک اور بڑا نمائندہ اجتماع تھا، موٹر سائیکل سواروں نے بہت دور آ کر خوش آمدید، اھلاً وسھلاً کہا، استقبال کے لئے آئے ہوئے دوست احباب سے مصافحہ کرتے ہوئے قافلہ آگے بڑھا۔ ان تمام گرامی قدر نوجوانوں کا جذبہ عشق رسالت دیکھنے کے قابل تھا، رب کریم قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

تیسرا استقبال:

مزید اگلے علاقہ ریشن کے مقام پر اس قافلہ کا بہت اچھا استقبال ہوا۔ الحمدللہ!

استقبال کے بعد یہ قافلہ بہت بڑے حجم کے ساتھ مقام اجتماع کی طرف بڑھا۔ بونی کے ذمہ داروں، دوست احباب نوجوانوں نے خاندان ڈگری کالج فار بوائز کے پاس آ کر ایک بڑے جلوس کی شکل میں استقبال کیا۔ یہ ہر لحاظ سے یادگار استقبالی جلوس کانفرنس میں شرکت کے لئے جامع مسجد بونی پہنچا۔

چوتھا پروگرام، بمقام بونی جامع مسجد بونی مورخہ ۳۰؍جولائی ۲۰۲۱ء:

ضلعی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب کے مختصر خطاب کے بعد مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کو خطاب کی دعوت دی، حضرت نے مقررہ وقت میں ایک بہت ہی مفید، خوبصورت جامع خطاب کیا۔ سیرت خاتم الانبیاء کے ہر پہلو کو خوب اجاگر کیا، اہل بیتؓ کے فضائل سنائے، ناموس رسالت کے حوالے سے پُر ہجوم اجتماع میں فتنۂ قادیانیت اور ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کے حوالے سے درد بھرا پیغام دیا، مختلف مکاتب فکر کو آئین وقانون کے تقاضوں کے مطابق باہمی احترام سے رہنے کی تلقین کی، جامع دعا کے ساتھ یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

استقبال بمقام کوراغ:

بونی میں کھانے کا بہت ہی پُر تکلف نظام اپر چترال بونی کے معروف عالم دین حضرت اقدس قاری فیض اللہ چترالی صاحب کے نمائندہ خصوصی کے مدرسہ میں تھا۔ طے یہ ہوا تھا کہ حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا مدظلہ شاہی مسجد میں کانفرنس سے خطاب کے بعد جمعہ کی نماز پڑھ کر ۳ بجے تک آرام کر کے اپر چترال موڑکھو موڑگول کی طرف روانہ ہوں گے۔ طے شدہ شیڈول کے مطابق حضرت کا قافلہ خطیب صاحب کی راہبری میں روانہ ہوا۔ ادھر موڑگول موڑکھو کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی مبلغ حضرت مولانا امیر نواز، حضرت مولانا فیاض الدین صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب، حضرت قاضی سیف الدین صاحب و دیگر علماء کے قافلہ کی قیادت میں سینکڑوں موٹر سائیکل سواروں نے ۴۰، ۵۰ گاڑیوں کے ساتھ ایک فقید المثال، ناقابل فراموش پُر ہجوم ریلی نے حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا شاندار استقبال کیا، یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ تحفظ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے پروانوں کی ملکی سطح پر ایک عظیم الشان استقبالی ریلی تھی۔

پانچواں پروگرام، موڑگول موڑکھو، مورخہ ۳۰؍جولائی ۲۰۲۱ء:

یہ روح پرور پُر ہجوم تاریخ ساز یادگار پروگرام بعد نماز عصر شروع ہوا، رات تقریباً ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چترال نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ ابتدائی کلمات کے بعد مرکزی مبلغ

حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔ حضرت نے بہت ہی جامع، جذبات سے بھرپور بیان فرمایا اور اجتماع میں روح پھونک دی۔ اس کے بعد ایک معصوم بچہ محمود شہاد کی شیریں، معصوم زبان سے نعت سن کر لوگ وجد میں آگئے ہر آنکھ پُرنم تھی، اس اجتماع میں حضرت قاری وقار احمد سلمہ کی دل آویز پُرسوز تلاوت کلام پاک نے مجلس کو مشک زعفران بنایا، ایک روح پرور سماں باندھ دیا۔ آخر میں حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو دعوت خطاب دی گئی تو مسجد ''ختم نبوت زندہ باد'' کی صداؤں سے گونج اٹھی، گل بوٹوں سمیت ہر شاخ گل مہک اٹھی، منبر ومحراب ''ناموس رسالت زندہ باد'' کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا آواز بلند سبحان اللہ کے ورد نے قلوب کو گرما دیا۔ حضرت مدظلہ کے فکر انگیز اور مدلل خطاب کے بعد یہ پروگرام اختتام کو پہنچایا۔ حضرت مدظلہ کی پُرسوز دعا کے ساتھ اس کی تکمیل ہوئی۔ ۳۱ر جولائی ۲۰۲۱ء کی صبح مرکزی راہنماؤں کی بونی کے مقام پر حضرت مولانا فداء الرحمن صاحب کے گھر پر ہوئی۔ اعلیٰ حضرت اور مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے کچھ آرام کیا، پھر یہ قافلہ لوئر چترال کی طرف روانہ ہوا۔ بمقام ریشن کثیر تعداد میں دوست احباب، ذمہ دار ساتھیوں نے حضرت قاری احمد علی، حضرت مولانا مفتی نور اللہ کی قیادت میں استقبال کیا۔ سیلابی نالے کے کنارے کھڑے ہو کر حضرت اقدس سے آفات وبلیات سے بچنے کے لئے دعا کرائی۔

دوسرا استقبال مثالی اجتماع:

برنس کے مقام پر مفتی نور خان، قاری مفتی ولی صاحب و دیگر بڑی تعداد میں موجود علماء کرام، دانشور سول سوسائٹی کے افراد نے خوش آمدید کہا، ریلی کی صورت میں مسجد لے گئے، حضرت اقدس کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے مسجد کے منبر پر تشریف رکھ کر دعا کرنے کے بعد اجازت لے کر سفر کو جاری رکھا، حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے جامع خطاب کیا اکرام کا بہت پُرتکلف انتظام تھا۔

جیسا کہ ذکر کر چکا ہوں کوغذی کے نوجوان اور بزرگ علماء نے ریلی کی صورت میں بہت دور آکر خوش آمدید کہا، پھر جامع مسجد کوغذی میں بہت پُربہار، جذبات سے بھرپور کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ امیر محترم مولانا حسین احمد صاحب نے استقبالیہ کلمات کے بعد مولانا قاضی احسان احمد صاحب کو دعوت خطاب دی۔ قاضی صاحب نے نوجوانوں کے جذبات خلوص سے بھرپور استقبال کا شکریہ ادا کیا اور بہت ہی خوبصورت انداز میں حجیت حدیث اور ناموس رسالت کے فلسفہ کو بیان کیا، حضرت کی دعا کے ساتھ یہ یادگار اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

چھٹا پروگرام، بمقام جامعہ اسلامیہ ریحان کوٹ چترال، مورخہ ۳۱ر جولائی ۲۰۲۱ء:

نماز عصر کے بعد یہ اپنی نوعیت کا منفرد اور یادگار اجتماع تھا کہ یہ اہل علم، اہل فتویٰ، اہل قلم، اہل دانش تعلیم یافتہ لوگوں پر مشتمل تھا، یہ چترال کی قدیم تاریخی دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ ریحان کوٹ میں تھا، اہل علم کے ہجوم میں یہ محسوس ہو رہا تھا:

کیف و سرور نور کا ہر سو ہجوم ہے
یہ درسگاہ دین ہے دارالعلوم ہے

عصر کی نماز کے بعد ناظم عمومی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی شفیق احمد صاحب نے اس عظیم الشان کانفرنس کا آغاز کرایا۔ تلاوت حمد ونعت کے بعد امیر محترم کو دعوت خطاب دی۔ امیر محترم نے خطاب کیا، مقامی زبان میں ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لازوال پیغام کو عام کرنے کی استدعا کی انتظامیہ ڈی پی او، ڈی سی کے نمائندوں کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب نے ''تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر پُرجوش جذبات سے بھرپور خطاب کیا۔ مغرب کے بعد حضرت اقدس شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تحفظ ناموس رسالت، ختم نبوت کے لئے اکابر علماء دیوبند کی کاوشوں، لازوال جدوجہد ۱۹۷۴ء کی اسمبلی میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی مساعی جمیلہ کا دلچسپ انداز میں ذکر کیا، مشاہدات، تجربات بیان کئے، آخر میں پُرسوز دعا کرائی۔ یوں ایک تاریخی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ حضرت قاری عبدالرحمن قریشی مدظلہ کی طرف سے جامعہ میں کھانے کا انتظام تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چترال کے مرکزی ضلعی دفتر کا افتتاح:

بدست مبارک حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد بمقام سنگور چترال.... قابل ستائش ہے یہ بات کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چترال کے مرکزی راہنما حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سابق تحصیل ناظم ضلع چترال نے جذبہ قربانی سے سرشار ہو کر تحفظ ناموس رسالت کے لئے مجالس، پروگرامات منعقد کرنے کے لئے فوری طور پر

انتہائی اچھے محل وقوع میں بہت ہی مناسب دفتر مہیا کیا۔ اس کے لئے ضروری ساز و سامان کا انتظام کیا، کسی بھی تنظیم کے لئے یہ بہت قابل اطمینان ہے۔

اس دفتر کے افتتاح کے موقع پر امیر محترم چترال نے ابتدائی کلمات ادا کئے، آئے ہوئے معززین کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے دفتر کی اہمیت، ضرورت اور اس کو آباد رکھنے کی تلقین کی۔ مولانا خلیق الزمان خطیب شاہی مسجد چترال کی دعا کے ساتھ یہ تقریب مکمل ہوئی۔

ساتواں پروگرام، گرم چشمہ یکم اگست ۲۰۲۱ء:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چترال کے زیر اہتمام سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ساتواں پروگرام مرکزی جامع مسجد ابوبکر صدیق گرم چشمہ تحصیل لوکو میں منعقد کیا گیا۔ اس عظیم الشان پروگرام کا آغاز قاری عبدالرحمن قریشی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا حضرت مولانا رحمت حسین خطیب جامع مسجد ہذا نے سرپرستی فرمائی۔ اس کانفرنس میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلام کی نبوت و رسالت پر تفصیلی اور مدلل خطاب فرمایا، جبکہ مولانا قاضی احسان احمد نے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد و نظریات کا تذکرہ کیا اور عوام الناس کو قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کے لئے آمادہ کیا، تاکہ ان دشمنانِ اسلام کو معاشرتی طور پر کمزور کیا جائے۔ اس پُروقار پروگرام میں مقامی علماء کرام مولانا عبدالحمید (استاذ گلشن عمر شاخ بنوری ٹاؤن کراچی)، مولانا محمد شفیع چترالی (روزنامہ اسلام کراچی)، مولانا مطیع الرحمن، مولانا محمد عثمان، مولانا عبدالقادر، مولانا غلام سرور، مولانا شہاب الدین، مولانا عبدالجلیل، مولانا سراج الدین، مولانا محمد افضل، مولانا افضل الدین، مولانا رحمت نذیر، مولانا عبدالرؤف، مولانا عبداللہ، مولانا عبدالمنان، مولانا مجاہدین، مولانا عنایت الرحمن، مولانا فتح الرحمن، مولانا لطیف، مولانا تاج الدین کے علاوہ مقامی مساجد کے ائمہ کرام، شاہی مسجد کے خطیب مولانا خلیق الزماں، مولانا فیض محمد، مولانا ولی اللہ، مولانا حذیفہ، قاضی محب اللہ و دیگر علماء کرام اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت فرمائی۔ الحمدللہ! یہ کانفرنس ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہی۔ اللہ تعالیٰ شرکائے کانفرنس اور منتظمین کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

آٹھواں پروگرام، مورخہ ۲/اگست ۲۰۲۱ء:

پریس کلب چترال میں ایک عظیم الشان پروگرام کا اہتمام کیا گیا، جس میں علاقہ کے سماجی، سیاسی، مذہبی قائدین نے بہت ہی جوش و جذبہ سے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کئے گئے۔ نقابت کے ذمہ داری امیر مجلس تحفظ ختم نبوت چترال مولانا حسین احمد نے ادا کی۔ اس موقع پر راقم الحروف نے موجودہ حالات میں تحفظ ختم نبوت کے کام کی ضرورت پر مختصر گفتگو کی اور علماء کرام کو اس محاذ پر بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور شاہین ختم نبوت مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب اور عوام وخواص کو فتنہ قادیانیت کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔ پروگرام کے اختتام پر چترال شاہی مسجد کے خطیب مولانا خلیق الزمان نے دعا کروائی۔ مولانا حسین احمد نے مہمانانِ گرامی قدر کا شکریہ ادا کیا۔ یوں پروگرامات اختتام پذیر ہوئے، قافلہ واپسی کے سفر پر گامزن ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کا قافلہ واپسی کے سفر پر روانہ ہو چکا ہے۔ نماز ظہر کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ برلب سڑک بہت ہی دل و جان سے تعمیر کردہ خوبصورت، دلکش، و دیدہ زیب عالیشان مسجد میں نماز ادا کی۔ حضرت مولانا حسین احمد، مولانا محمد الیاس، مولانا عباداللہ، مولانا فیض محمد، مولانا مفتی ولی، مولانا خلیق الزمان، مولانا حذیفہ اور دیگر علماء کرام نے قائدین کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ چند علماء کرام یہاں سے واپس چترال چلے گئے اور بعض علماء کرام اگلی منزل تک ساتھ رہے۔ حضرت مولانا انعام صاحب کے جامعہ میں ظہرانہ تھا، سڑک کے اطراف پر معصوم طلبا نے روایتی انداز میں اپنے مہمانوں کا استقبال کیا، کھانے سے فراغت کے بعد حضرت شاہین ختم نبوت نے بچوں کے لئے دعائیہ کلمات کہے اور رخصت چاہی۔ لیجئے ۲۷/ جولائی ۲۰۲۱ء سے شروع ہونے والا وادئ چترال کا یہ سفر ۲/اگست ۲۰۲۱ء کو اختتام پذیر ہوا۔ مقامی اور اپر چترال سے آئے ہوئے کارکنان ختم نبوت محبانِ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور علماء کرام نے پُرنم آنکھوں سے اپنے مہمانوں کو روانہ کیا، تاجدار ختم نبوت زندہ باد۔

☆☆..................☆☆

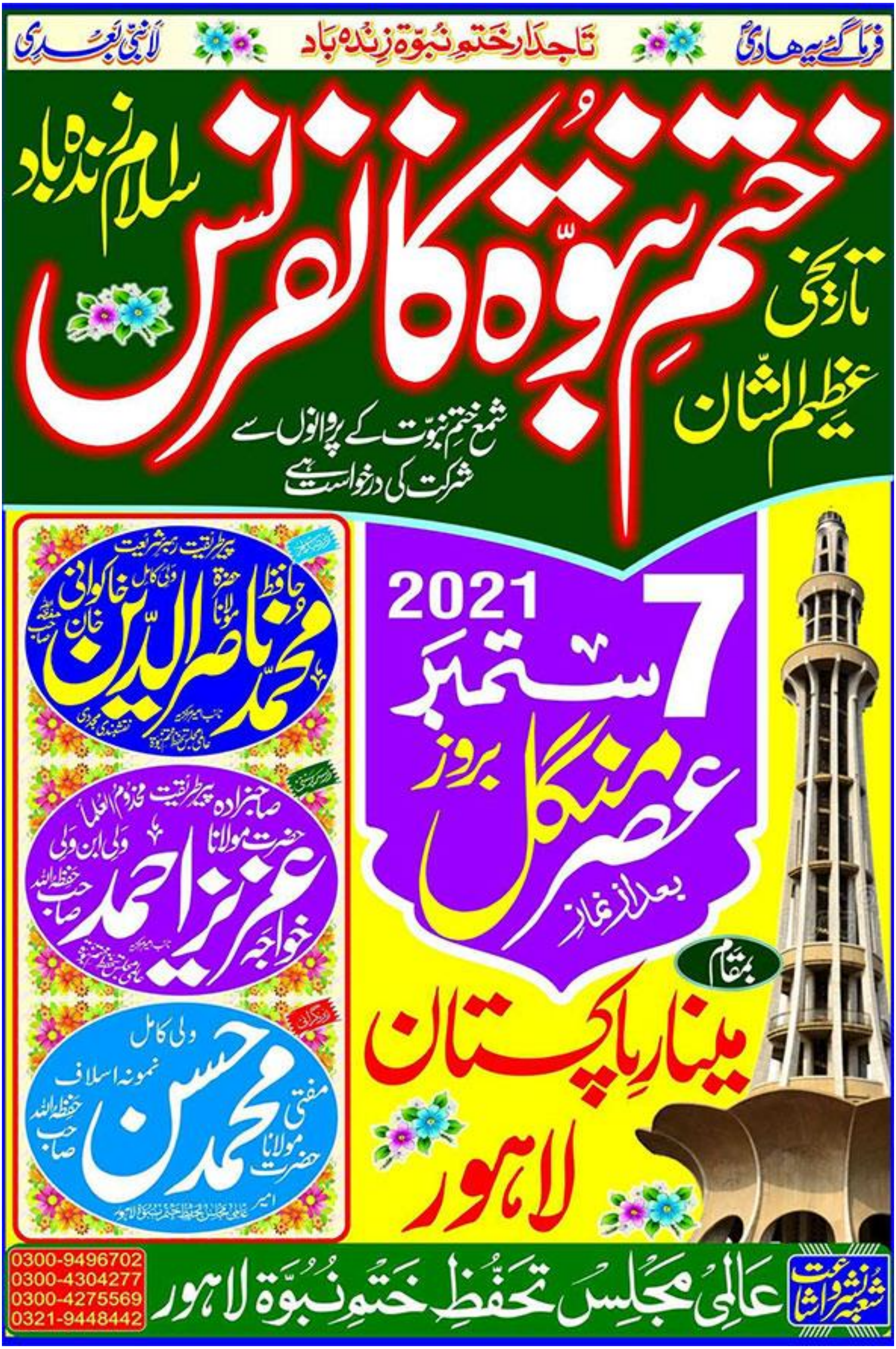
فرما گئے یہ ھادیؐ
تاجدارِ ختمِ نبوّۃ زندہ باد
لَا نَبِیَّ بَعْدِی
ختمِ نبوّۃ کانفرنس
اسلام زندہ باد
تاریخی
عظیم الشّان
شمعِ ختمِ نبوّت کے پروانوں سے
شرکت کی درخواست ہے
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت
حافظ
حضرۃ مولانا
ولی کامل
محمد ناصر الدّین خان خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
نقشبندی مجددی
صاحبزادہ پیرِ طریقت مخدوم العلماء
حضرت مولانا
ولی ابن ولی
خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ
ولی کامل
نمونہ اسلاف
مفتی
حضرت مولانا
محمد حسن صاحب حفظہ اللہ
امیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور
2021
7 ستمبر
بروز منگل
عصر
بعد از نماز
بمقام
مینارِ پاکستان
لاہور
0300-9496702
0300-4304277
0300-4275569
0321-9448442
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّۃ لاہور
شعبہ نشر و اشاعت